POSTED ON 29 January 2009 AT DELHI R.M.S. LICENCE NO. U (D.N.) 41/2006-08 TO POST WITHOUT PRE PAYMENT PAGES-8.

● قیمت= Rs 5/

ضرورت معلمات

الکوثر گرلز کالج بھٹکل کے لئے دوعدد تجربہ کار معلمات کی ضرورت ہے

(۱) عربی اور دینات کے لئے	(۲) اُردو دینیات کے لئے

تنخواہ معیاری دی جائے گی۔ تفصیلات کے لئے رابطہ کریں

ناظم: **الکوثر گرلز کالج**

دعوت سنٹر، سلطان اسٹریٹ، بھٹکل 581320

فون 08385-224316، موبائل 09886653606

"اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (قرآن)

سہ روزہ دعوت نئی دہلی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باپ کی رضا کے ساتھ خداوند عالم کی خوشنودی وابستہ ہے اور باپ کے غصے کی وجہ سے خدا تعالیٰ بھی ناراض ہوجاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

UNIQUE CREATIONS

Specialist in Unipole & Structure Hordings

#4, Building No.29/35, 1st Main, Opp. Masjid-e-Husna, S.R.K. Garden, Jayanagar East, Bangalore-41

E-mail: uniquecreations2008@gmail.com

● جلد: ۵۷ ● شمارہ: ۱۱ ● یکم فروری ۲۰۰۹ء ● 1st Feb. 2009 ● اتوار ● ۵ر صفر المظفر ۱۴۳۰ھ ● قیمت= Rs.5/ ● سعودی عرب اور دیگر خلیجی ملکوں کیلئے ۲ رریال ● Posting: 29 Jan. 2009 Thursday

جرم قبول کرلینے کے بعد بھی دیش بھگت ہی رہیں گے

مہاراشٹر دہشت گردی مخالف اسکواڈ نے اپنے سربراہ ہیمنت کرکرے کی ہدایت پر صحیح سمت میں تفتیشی کارروائی کرتے ہوئے مالیگاؤں بم دھماکہ کیس میں ہندو دہشت گردوں کو حراست میں لیا تھا جس سے نہ صرف ہندو دہشت گردوں کے کچھ اصل چہرے سامنے آگئے ہیں بلکہ یہ بھی ظاہر ہوگیا ہے کہ ان کے تار اسرائیل اور تھائی لینڈ تک سے ملے ہوئے ہیں جو بھارت کو فسطائیت کے نام پر تباہ و برباد کرنے کے منصوبے بنارہے ہیں۔

ان دہشت گردوں سے تفتیش کے دوران ایسے حقائق سامنے آگئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک بھر میں ہونے والی دہشت گردانہ کارروائیاں انہی دہشت گردوں کی کارستانیاں ہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ ہیمنت کرکرے کا جو حشر ہوا اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے شاید آئندہ کوئی افسر فسطائی طاقتوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرأت بھی نہ کرسکے اور ممکن ہے گرفتار شدگان کے بارے میں بھی وہ تمام شواہد وثبوت منظر عام پر اور کورٹ آف لا میں پیش کرنے میں وہ ایمانداری و دیانت نہ دکھائی جاسکے جو ان کو صحیح معنی میں کیفر کردار کو پہنچا سکیں۔ تاہم مہاراشٹر دہشت گردی مخالف اسکواڈ نے اپنے نئے سربراہ کے زیر نگرانی ۲۹ ستمبر کے مالیگاؤں بم دھماکوں کے سلسلے میں جو چارج شیٹ داخل کی ہے اس میں ایسے شواہد موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالیہ برسوں میں ہونے والے بم دھماکوں بالخصوص ۲۰۰۷ء میں حیدرآباد کی مکہ مسجد میں ہونے والے بم دھماکوں کا تعلق مالیگاؤں کے ملزموں سے ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق مالیگاؤں بم دھماکوں کے سلسلے میں گرفتار ہونے والے گیارہ افراد میں سے بعض نے تفتیش کرنے والوں سے کہا ہے کہ اکتوبر ۲۰۰۷ء میں اجمیر کی درگاہ میں وہ بم ایک ہندو کارکن نے نصب کیا تھا جس میں دو افراد کی موت واقع ہوئی تھی۔ انڈین ایکسپریس (۲۵ رجنوری) کے مطابق ان لوگوں نے تفتیش کرنے والوں کو یہ بھی بتایا کہ انہی لوگوں نے مکہ مسجد حیدرآباد میں بھی بم رکھے تھے جن میں ۱۸ رمئی ۲۰۰۷ء کو جمعہ کی نماز کے دوران ۹ نمازی شہید ہوئے تھے۔ مزید یہ کہ ان دونوں مقامات پر ہونے والے بم دھماکوں میں بہت سی مماثلتیں بھی پائی جاتی ہیں جیسے ٹین باکس، ہتھیاروں کی ساخت، ان کو لپیٹنے میں استعمال ہونے والا ایک ہی تلگو اخبار، دونوں دھماکوں میں ریموٹ ٹریگر کے طور پر استعمال ہونے والے موبائل فون کے سم کارڈوں کے بارے میں یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ وہ جھارکھنڈ کی ایک ہی دکان سے خریدے گئے تھے۔

ملک بھر میں ہونے والے بم دھماکوں میں ہندو دہشت گردوں کا ہاتھ ہونے کے شواہد وثبوتوں کی مذکورہ بالا تفصیلات کے علاوہ اب نام نہاد مہنت سدھاکر دیویدی اور ریٹائرڈ میجر رمیش ورکنگ اپادھیائے کارگزار صدر انتہا پسند ہندو گروپ ابھینو بھارت کے درمیان ہونے والی گفتگو نے اس سلسلے میں پختہ شواہد پیش کردیئے ہیں۔ ان دونوں گرفتار شدہ ہندو دہشت گردوں کی ہندی بھاشا میں گفتگو ایک آڈیو فائل سے قلم بند کی گئی ہے جو ۲۵ رجنوری ۲۰۰۸ء کو ریکارڈ کی گئی تھی۔ یہ آڈیو کیسٹ ان بہت ساری آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ میں سے ایک ہے جو مبینہ طور پر دیویدی نے دوسرے ملزموں کے ساتھ میٹنگوں کے دوران ریکارڈ کی تھیں۔ ان میں سے کچھ ریکارڈنگ اسپیشل مکوکا کورٹ میں پیش کردہ مالیگاؤں چارج شیٹ میں بھی شامل ہیں۔ اس بات چیت میں ریٹائرڈ میجر نے مہنت سے کہا ہے کہ انہیں خود اپنے لوگوں کے ایسے گروپ اور کمیٹیاں تشکیل دینے کی ضرورت ہے جو اس طرح کے اندرونی اور بین الاقوامی پروپگنڈے کے مقصد کے لئے وقف ہوں۔ اپادھیائے کی آواز میں یہ بیان ریکارڈ میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ ہی کچھ لوگ ایسے ہوں جو کہ مسلمانوں اور کرسچینوں نے جو دہشت پھیلا رکھی ہے اس دہشت کا مقابلہ کرنے کے لئے ایکشن کرکے بھی جیسے حیدرآباد کی مسجد میں ہوا یا اور بھی جگہوں پر لوگوں نے کیا تو یہ کوئی آئی ایس آئی والا آکے نہیں کر رہا تھا۔ اس دور میں یہ اپنا ہی کوئی آدمی تھا میں اپنی جانکاری کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ وکیتی تھا وہ تھا یا نہیں تھا وہ میں نہیں جانتا وہ کو لوگ بتائیں گے"۔ مبینہ بات چیت میں حیدرآباد کے واقعے کی مزید کوئی تفصیل نہیں ہے لیکن ذرائع کے مطابق لیفٹننٹ کرنل پرساد پروہت نے مالیگاؤں کیس میں سازش کرنے والے اصل شخص کا نام لیا، اگلے دن میٹنگ میں دیویدی اپادھیائے اور ابھینو بھارت کے دوسرے ممبروں کو بتایا کہ اس نے دو آپریشن ماضی میں انجام دیئے تھے اور وہ کامیاب رہے تھے۔ یہ ریمارکس بھی مبینہ طور پر دیویدی کے لیپ ٹاپ آڈیو فائل میں موجود ہیں۔ ابھینو بھارت کے ممبران کا دفاع کرنے والے وکلاء کا کہنا ہے کہ ملک بھر میں ہونے والے بم دھماکوں سے ان کا تعلق جوڑنا محض پولیس کی تھیوری ہے جن کو کورٹ میں ثابت کرنا آسان نہیں ہوگا"۔ چنانچہ اندیشہ یہ ہے کہ پولیس اس سلسلے میں کمزور کرکے چلے گی جس سے کورٹ میں ہندو دہشت گرد بری ہوجائیں۔ یاد رہے کہ حیدرآباد کی مکہ مسجد بم دھماکے میں تفتیش کے دوران پولیس نے ۷۸ مسلم نوجوانوں کو گرفتار کیا تھا جن میں سے سی بی آئی نے کیس کو اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد چند گھنٹے کی تفتیش کے بعد ہی بیشتر کو چھوڑ دیا تاہم اس نے بھی ۳۲ مسلمانوں کے خلاف چارج شیٹ کورٹ میں داخل کی تھی لیکن کورٹ نے اس طرح چارج شیٹ کو شواہد نہ ہونے کی بنیاد پر مسترد کردیا اور اب کوئی یہ سوال کرنے والا نہیں ہے کہ ۷۸ بے قصور مسلمانوں کو گرفتار کرکے اذیت وعقوبت اور ذلت ورسوائی سے دوچار کرنے والے پولیس والوں اور ۳۲ مسلمانوں کے خلاف چارج شیٹ داخل کرنے والے سی بی آئی والوں کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی کیوں نہیں کی جارہی ہے جنھوں نے اصل ہندو دہشت گرد ملزموں کو بچانے کی سازش کی اور بے قصور مسلمانوں کو پھنسایا اور اس کے ساتھ ہی زرد صحافت کے علمبرداروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا، ان کی حب الوطنی کے سلسلے میں شکوک وشبہات پیدا کئے اور تمام مسلمانوں کو غدار وطن و مسلم دشمن قرار دینے کا پروپگنڈا کیا اور اب حقائق سامنے آجانے پر ہندوؤں کے لئے دہشت گرد، ملک دشمنی اور غدار وطن جیسا کوئی لفظ کیوں استعمال نہیں کیا جارہا ہے۔

اطلاعات یہ بھی ہیں کہ ہندو دہشت گردوں نے صیہونی اسرائیل اور تھائی لینڈ تک سے سازباز کرکے بھارت میں ہندو راشٹر قائم کرنے کے منصوبے بنائے تھے۔ اب حب الوطنی اور سیکولرزم کا دم بھرنے والے حکمراں بھارت دشمن اسرائیل اور تھائی لینڈ سے سفارتی تجارتی اقتصادی، تہذیبی اور فوجی تعلقات منقطع کریں گے؟ یا اس سازش کو ان کی سند جواز حاصل ہے یا امریکہ کے دباؤ کے تحت وہ اسرائیل سے دہشت زدہ ہیں؟ حکمرانوں سے اس قسم کے سوالات کے جوابات کا مطالبہ محبان وطن کے لئے ملک کو متحد و مستحکم رکھنے اور یہاں قومی یکجہتی وسالمیت برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری ہے۔ ●●

خبر ونظر

دنیا کو صدر جمہوریہ کا مشورہ

ہماری صدر جمہوریہ چاہتی ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف پوری دنیا کو "فیصلہ کن" کارروائی کرنی چاہئے۔ اُن کے خیال میں اس کا وقت آگیا ہے۔ پرتبھا دیوی سنگھ پاٹل نے اقوام عالم کو یہ مشورہ یوم جمہوریہ کے موقع پر ۲۵ رجنوری کو اہل وطن سے خطاب کرتے ہوئے دیا۔ خاتون سربراہ مملکت نے زور دے کر کہا کہ دہشت گردی کی صورتحال نے دنیا کے استحکام کے لئے انتہائی سنگین خطرہ پیدا کردیا ہے لہٰذا بین الاقوامی برادری اس کے خلاف متحد ہوکر فیصلہ کن اقدام کرے نیز اس خطرے سے لڑنے کے عمل میں دہرے پیمانے ترک کردیئے جائیں۔ صدر جمہوریہ کا یہ خطاب دراصل حکومتِ ہند کی پالیسیوں اور منصوبوں کی غمازی کرتا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف حکومتِ ہند کی موجودہ کوشش اُسی مہم کا تسلسل ہے جس کا آغاز نرسمہا راؤ کے دور حکومت میں ہوا تھا۔ ملکی لیڈروں کے بیرونی دوروں اور ہر غیر ملکی مہمان کی آمد کے موقع پر "بین الاقوامی دہشت گردی" کا حوالہ ضرور دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات تو مذاکرات کے ایجنڈے کا سب سے پہلا نکتہ یہی ہوتا ہے۔ این ڈی اے کی سرکار نے اس مہم کو مزید تیز کیا تھا تاہم اس کی زیادہ توجہ "اندرونی دہشت گردی" پر رہی۔ اب ممبئی کے واقعات کے بعد یو پی اے سرکار نے اسے زندگی اور موت کا مسئلہ بنالیا ہے۔

"فیصلہ کن" اقدام کا خاکہ؟

اب اگر اس مہم سے اصولی اتفاق کرتے ہوئے کوئی یہ مطالبہ کرے کہ حکومت کو دہشت گردی کا مفہوم بھی متعین کردینا چاہئے تو یہ مطالبہ غیر ضروری ہوگا۔ اب واضح ہوگیا ہے کہ یہاں دہشت گردی کے معنی کیا ہیں؟ البتہ ہماری حکومت کو اُس "فیصلہ کن" کارروائی کا خاکہ دنیا کے سامنے ضرور پیش کردینا چاہئے جس پر وہ عمل چاہتی ہے۔ بین الاقوامی برادری کو صاف الفاظ میں بتادینا چاہئے کہ دہشت گردی کا کام تمام کرنے کے لئے یہ اور یہ کیا جائے۔ اگر کانگریس کی حکومت کو یہ بتانے میں تکلف ہو تو یہ کام بی جے پی کے سپرد کردیا جائے۔ وہ اپنی سرپرست آر ایس ایس کی مدد سے ایک جامع بلیو پرنٹ تیار کردے گی۔ اگر ضروری ہوا تو امریکہ کی سی آئی اے اور اسرائیل کی موساد سے بھی مدد لے گی کہ اُس کے لئے یہ نسبتاً زیادہ آسان ہے۔ آغاز پاکستان سے کیا جائے جس سے ہمیں مستقل شکایت ہے کہ دہشت گردی کے خلاف اطمینان بخش کارروائی نہیں کررہا ہے۔ اسے متعین طور سے بتایا جائے کہ وہ اپنے یہاں کیا کیا کرے، اپنے کن شہریوں کو ختم کردے۔ کس کس کا حقہ پانی بند کردے۔ پھر اس کی رپورٹ دیکھی جائے کہ اطمینان بخش ہے یا نہیں۔

اس سے امریکہ کو بھی مدد ملے گی

"دہشت گردی" کے خلاف عالمی جنگ امریکہ نے پہلے ہی چھیڑ رکھی ہے لیکن اپنے منصوبوں کے بارے میں دنیا کو صاف صاف وہ بھی نہیں بتا پارہا ہے۔ اگر ہماری گورنمنٹ "فیصلہ کن" کارروائی کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے تو اس سے امریکہ کو بھی مدد ملے گی اور اس کا کام آسان ہوجائے گا۔ ہاں، "فیصلہ کن اقدام" کی کامیابی کی صورت میں کریڈٹ کا تنازعہ پیدا ہوسکتا ہے کہ کانگریس کو ملے یا بی جے پی کو۔ تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ کامیابی دراصل اِس ملک کی رولنگ کلاس کی کامیابی ہوگی اور دونوں پارٹیاں اُسی کے کاز کی نگراں ہیں۔ اس کلاس کا تشکیل کردہ سماجی نظام مضبوط ہوگا، "کمتر ذاتوں" کی اٹھان کی تحریک دب جائے گی۔ امیروں کی امیری بڑھے گی۔ سماجی نظام کے مذہبی پہلو کو چیلنج کرنے کی ہمت کسی میں نہ ہوگی۔ اگر "فیصلہ کن اقدام" کے خاکے پر کوئی شخص سوال اٹھائے گا تو غداری اور ملک دشمنی کا الزام تیار رہے گا۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ یہ ساری کارروائی حب الوطنی اور دیش بھگتی کے نام پر ہوگی پھر بھلا کس کی جرأت کہ زبان کھول سکے۔ "فیصلہ کن کارروائی" کا فارمولا پیش کرنے سے ہمارے ملک کو دنیا کی ایک بڑی طاقت بننے میں بھی مدد ملے گی۔ مگر سب سے پہلے خاتون صدر جمہوریہ حکومت سے پوچھیں کہ "فیصلہ کن ایکشن" والا تمہارا بیان تو میں نے پڑھ دیا، اب بتاؤ اس کا مطلب کیا ہے۔ (پ ر)

"بیرونی تیل پر انحصار ایک قومی خطرہ ہے"

امریکی صدر بارک اوباما نے کہا ہے کہ امریکہ کو جن چیلنجوں کا مقابلہ ہے ان میں سب سے بڑا چیلنج امریکہ کا بیرونی تیل پر انحصار ہے، وہ اسے امریکہ کی قومی سلامتی کے لئے ایک بڑا خطرہ تصور کرتے ہیں، اسے امریکی معیشت کے لئے ایک خطرہ سمجھتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے ایک عمومی خطرہ یعنی پوری دنیا - کرۂ ارض کے لئے ایک خطرہ خیال کرتے ہیں، یعنی بیرونی تیل پر انحصار پوری دنیا کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ یہ تصویر کا ایک رُخ ہے، واضح رہے کہ امریکہ کے پاس بھی تیل کے ذخائر ہیں، مگر توانائی کی اس کی ضرورت ان سے پوری نہیں ہو پاتی، دوسری بات یہ کہ اس نے بعض ذخائر کو استفادے کے لئے اس بنا پر نہیں کھولا ہے کہ مبادا اسے کسی ناگہانی کا سامنا کرنا پڑجائے اور اس وقت اسے ایندھن کی ضرورت ہو، لہٰذا ایسی "ناگہانی آفتوں" کا سامنا کرنے کے لئے انہیں محفوظ رکھا گیا ہے اور تیسری بات یہ کہ اس کی توانائی کی ضرورت روز افزوں ہے اور اس دنیا میں ایسی کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں پائی جاتی جو حاجت مند نہ ہو خواہ وہ ذی روح ہو یا غیر ذی روح اس لئے امریکہ خواہ کتنا بھی طاقتور کیوں نہ ہو اپنی ضرورتوں کے لئے اسے بھی دوسروں کی طرف ہاتھ پھیلانا ہی پڑتا ہے۔ تصویر کا ایک رُخ تو یہ ہے کہ امریکہ بیرونی تیل پر انحصار کو اپنے لئے ایک چیلنج سمجھتا ہے بلکہ صدر اوباما کی زبان میں یہ امریکہ کی قومی سلامتی کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ لہٰذا امریکہ بیرونی تیل پر انحصار کو بتدریج کم کرکے اور بالآخر ختم کرکے امریکہ کو لاحق اس خطرے کو ٹالنا بلکہ ہمیشہ کے لئے دور کردینا چاہتے ہیں۔ امریکہ جن بیرونی ملکوں سے تیل حاصل کرتا ہے ان میں لاطینی امریکہ کے ممالک ہیں اور خلیج عرب کے ممالک ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ توانائی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وہ ان ملکوں سے جو تیل لیتا ہے وہ اس کا محتاج نہ رہے، تو تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ جن ملکوں کی معیشت اس خام تیل کے کاروبار پر کھڑی ہے جس کا بہت بڑا حصہ امریکہ خریدتا ہے ان کی معیشت بیٹھ جائے یا کمزور ہوجائے، خلیجی ملکوں کی صورت حال یہ ہے کہ ان کے گھروں میں جو چراغ روشن ہیں وہ اس سیاہ سیال کی دین ہے، ان کے بازاروں میں جو رونق نظر آتی ہے اس بدولت ہے، وہاں جو چلت پھرت ہے وہ اس پر قائم ہے۔

امریکی صدر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس مجبوری کو ترجیحی بنیادوں پر یعنی پہلی فرصت میں دور کرلینا چاہتے ہیں اس لئے کہ یہ خطرہ تلوار کی طرح امریکہ کے سر پر لٹک رہا ہے۔ انہوں نے یہ بتایا کہ واشنگٹن برسوں سے اس کے لئے کوشاں ہے کہ وہ اس الجھن سے کس طرح نکل آئے مگر اہل سیاست کی نادانیوں کے سبب یہ الجھن نہ صرف یہ کہ اپنی جگہ موجود ہے بلکہ بڑھتی ہی چلی جارہی ہے اور اب تو اس نے اتنی بھیانک صورت اختیار کرلی ہے کہ امریکہ کا وجود خطرے میں پڑگیا ہے کہ قومی مقاصد کو اولیت وفوقیت دی جائے اور دوسرے تمام مقاصد کو اس کی خاطر قربان کردیا جائے۔

انہوں نے یاد دلایا ہے کہ امریکہ کے دانشوروں، پالیسی سازوں اور مدبروں کو مل کر ایک طویل المیعاد منصوبہ سازی اس سلسلہ میں کرنی چاہئے انہوں نے اہل سیاست کو اور قانون سازوں کو خبردار کیا ہے کہ اب انہیں رواروی کا طرز عمل ترک کرکے سنجیدگی اختیار کرلینی چاہئے اس لئے کہ مصیبت بالکل سر پر آگئی ہے، اب ایک لمحہ بھی گنوانے کا موقع نہیں رہ گیا ہے، انہوں نے کہا کہ اگر انہوں نے اب بھی رواروی کا انداز اختیار کئے رکھا تو تباہی وبربادی مقدر ہوجائے گی۔ حالانکہ یہ کام آسان نہیں ہے بلکہ نہایت مشکل ہے مگر اس سے مفر بھی نہیں ہے۔ انہیں توانائی کی ضرورت ہے جس کا پورا کیا جانا ضروری ہے، توانائی کے دوسرے راستے تلاش کرنا اب زندگی اور موت کا مسئلہ بن گیا ہے۔ لہٰذا انہیں چاہئے کہ معیشت کو نئی بنیادوں پر کھڑا کرنے کی تدبیر کریں، انہوں نے اس کا ایک خاکہ بھی پیش کیا ہے اور امریکی قوم کو اس سلسلہ میں کیا کچھ کرنا پڑے گا اس کی ایک اجمالی صورت سامنے رکھی ہے۔ اپنے ارادوں کو بھی ظاہر کیا ہے اور اپیل کی ہے کہ اس خاکے اور نقشے میں رنگ بھرنے کے لئے پوری امریکی قوم کو اٹھ کھڑا ہونا چاہئے۔ حکومت کے ساتھ اہل صنعت وحرفت اور عام امریکی ہر کسی کو اپنا حصہ اور کردار ادا کرنا پڑے گا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے امریکی قوم کو یہ بھی یاد دلایا ہے کہ اس کے لئے اسے اپنی زندگی کو بھی تبدیل کرنا پڑے گا اپنی طرز ادا بدلنی پڑے گی۔ یہ ایک سخت اور تکلیف دہ عمل ہے لیکن ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کے لئے ضروری ہے، اس کو موکد کرنے اور اس میں زور پیدا کرنے کے لئے امریکہ کے نائب صدر نے بھی اسی طرح کی اپیل کی ہے۔ ●●

بلاتبصرہ

اور اب دائیں بازو کے ہندو عناصر کی سرگرمیاں منگلور میں عروج پر ہیں انہوں نے ہندو کلچر کے تحفظ کے نام پر قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ تازہ واقعہ یہ بتاتا ہے کہ ان کی نظروں میں جمہوریت اور آزادی کا کیا مقام ہے، ان کی نظروں میں ان کی رتی سی بھی اہمیت نہیں ہے۔

این دواکر، میسور

ہندو، ۲۷ رجنوری ۲۰۰۹ء

کیا اس طرح فرقہ پرستی کو معاشرہ قبول کرلیگا؟

مالیگاؤں بم دھماکوں کی انکوائری کے عمل میں جس کی رفتار ممبئی سانحہ کی وجہ سے سست پڑگئی تھی ایک بار پھر مثبت پیش رفت کے شروع ہوتے ہی فرقہ پرستوں کی صفوں میں ہلچل پیدا ہوگئی ہے۔ شیوسینا لیڈر بال ٹھاکرے نے اپنے مخصوص تیور کا اظہار کردیا ہے۔ بیلگام اور مالیگاؤں کو مہاراشٹر کے وقار کی قبرگاہ سے تعبیر کرتے ہوئے انہوں نے علاقائیت اور مذہبی منافرت کی سیاست کے ذریعہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں رخنہ ڈالنے اور ملک کے قانونی عمل کو سبوتاژ کرنے کی ایک بار پھر کوشش کی ہے۔ سامنا میں اپنے اداریہ میں مالیگاؤں بم دھماکوں میں ملوث ملزمین کی حمایت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملک میں جو طاقتیں اسلامی شدت پسندی کے خلاف لڑرہی ہیں ان پر حکمرانوں نے ہندو دہشت گردی کا ٹھپہ لگادیا ہے۔ ممبئی سانحہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خون ابھی تک سوکھا نہیں ہے۔ شیئر بازار میں کام کاج ہورہا ہے، تاج کھل گیا ہے لیکن ممبئی کے عام باشندے لوکل ٹرینوں اور بسوں میں سفر کرنے اور بازاروں میں جانے میں خوف محسوس کرتے ہیں۔ پاکستان کے تعلق سے ان کا کہنا ہے کہ پاکستان آج ہندوستان سے نہیں ڈرتا۔ بال ٹھاکرے کے نزدیک اس کی وجہ ہندوستان کے شہرت پسند مسلمان پاکستان کی اصل طاقت ہیں۔ بال ٹھاکرے کا کہنا ہے کہ ہندوستان کے پیٹ میں پلنے والی اسلامی گانٹھ کو ہٹانے کے بجائے موجودہ حکمراں اسے مزید بڑھا رہے ہیں۔ بال ٹھاکرے کی منافرت پھیلانے کی یہ کوشش صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں ہے۔ اپنے اداریہ میں کرناٹک اور مہاراشٹر کے مابین علاقائیت کے مسئلہ کو بھی انہوں نے اٹھایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس جدوجہد میں انہوں نے اپنی زندگی کے بیالس سال صرف کئے ہیں اور وہ اپنی زندگی کے باقی ایام میں بھی بیلگام میں مراٹھی زبان بولنے والوں کے لئے لڑتے رہیں گے۔ انہوں نے کرناٹک کی سرحد پر مراٹھی بولنے والوں کی آبادی پر مظالم ڈھائے جانے اور ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کا الزام عائد کرتے ہوئے کانگریس حکومت پر سخت تنقید کی ہے۔ بال ٹھاکرے نے اپنے اداریہ میں کرناٹک اور مہاراشٹر کے مسئلہ پر راشٹروادی کانگریس پارٹی کے لیڈر شرد پوار کو بھی سخت سست کہا ہے۔ دوسری طرف بال ٹھاکرے کے بھتیجے راج ٹھاکرے نے تھانہ میں منعقدہ ایک ریلی میں شمالی ہند کے لوگوں کے خلاف اپنے غصہ کا اظہار کیا حالانکہ مقامی انتظامیہ نے پہلے ہی کسی بھی قسم کی جذباتی تقریر سے انہیں منع کردیا تھا اس کے باوجود کسی بھی قسم کی پابندی کی پروا نہ کرتے ہوئے انہوں نے اپنے ان خیالات کا اظہار کیا جس کے لئے وہ پہلے ہی جانے جاتے ہیں۔ انہوں نے دہشت گردی کا یوپی سے براہ راست تعلق بتاتے ہوئے کہا کہ وہاں دہشت گردوں کو پناہ ملتی ہے۔ راج ٹھاکرے نے شمالی ہند کے بعض سیاسی لیڈران پر بھی تنقید کی۔ انہوں نے کہا کہ مایاوتی، لالو پرساد یادو اور رام ولاس پاسوان جیسے لیڈر صرف ذات پات کی سیاست کرتے ہیں۔ دوسروں پر تنقید کرنے والے یہ دونوں کی لیڈران کو شاید اس بات کی خبر نہیں ہے یا پھر کسی مصلحت کی وجہ سے وہ دیکھنا ہی نہیں چاہئے کہ وہ خود کس چیز کی سیاست کرتے ہیں اور کیا مذہبی منافرت اور علاقائی سیاست سے ملک میں امن وسکون، قانون کی حکمرانی اور شہریوں کے ساتھ انصاف کو یقینی بنایا جاسکتا ہے اور کیا ہندتو کے نام پر اسے درست تسلیم کرلیا جائے گا؟ ●●

امریکہ میں ۲۹ بینک بند

نیویارک- اقتصادی کساد بازاور مالی بحران کے سبب امریکہ میں ایک اور بینک فرسٹ سینٹینل بینک ریڈلیڈس بھی بند ہوگیا۔ اس سے قبل ۱۶ رجنوری کو تین بنک بند ہوئے تھے۔ اس طرح ستمبر کے بعد سے امریکہ میں بند ہونے والے بینکوں کی تعداد ۱۸ ہوگئی۔ ویسے گزشتہ سال امریکہ میں ۲۵ بینک دیوالیہ ہوکر بند ہوگئے تھے۔ ادھر شکاگو امریکہ میں کپڑے سلنے کا کاروبار کرنے والی ۱۲۵ سالہ پرانی ایک بڑی کمپنی نے بھی دیوالیہ ہونے کی درخواست دی ہے۔ نئے امریکی صدر بارک اوبامہ اس کمپنی کے کپڑے شوق سے پہنتے رہے ہیں۔ دریں اثنا اقتصادی کساد بازاری کے سبب دنیا کی ۱۱ویں سب سے بڑی ایئر لائنس "ایئر کناڈا" نے آپریٹنگ خرچ کم کرنے کے لئے ۳۴۵ جہاز کے ایئر ہوسٹس کی چھٹنی کا فیصلہ کیا ہے۔

روس میں چھ ملین بے روزگار

لندن- روس میں بے روزگاروں کی تعداد چھ ملین تک پہنچ گئی ہے۔ فیڈرل ایمپلائمنٹ سروس کے صدر یوری گرنسی کے مطابق ملک میں کساد بازاری کے سبب ایک ماہ دسمبر میں ایک ملین بے روزگاروں کا اضافہ ہوا ہے۔ نومبر میں ان کی تعداد پانچ ملین تھی۔ واضح رہے کہ حالیہ برسوں میں روس کی اکنامک گروتھ کی شرح سات فیصد تھی۔

اسرائیلی فوج کو دفاع کا وعدہ

یروشلم- اسرائیل کے وزیر اعظم ایہود اولمرٹ نے کہا ہے کہ وہ ایک خصوصی قانونی ٹیم تشکیل دے رہے ہیں تاکہ اگر غزہ میں کارروائی میں شامل کسی اسرائیلی فوج پر جنگی جرائم کا الزام لگایا گیا تو اسے بیرون ملک مقدمے کا سامنا کرنے سے بچانے کے لئے ریاستی تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ انہوں نے کابینہ کے ہفتہ وار اجلاس میں کہا کہ حکومت اپنے فوجیوں کا دفاع کرے گی۔ واضح رہے کہ غزہ سے اسرائیلی فوج کے انخلاء کے بعد وہاں سے شہری ہلاکتوں کے ملنے والے شواہد کی بنا پر اسرائیلی فوج کی کارروائیوں کو بین الاقوامی چھان بین کا سامنا ہے۔ اقوام متحدہ کا امدادی ادارہ چاہتا ہے کہ اس بات کی آزادانہ تحقیق کی جائے کہ اسرائیل نے جنگی جرائم کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں، انسانی حقوق کی تنظیمیں اس کا مطالبہ کررہی ہیں۔

غزہ پٹی پر پھر حملے کا خطرہ

غزہ- مصری حکام نے حماس کے کنٹرول والے علاقہ غزہ پٹی میں رفاہ سرور خالی کرادی ہے۔ مصر کے سیکورٹی ذرائع نے اس سرحد پر فلسطین کی جانب سے اسرائیل کے ممکنہ حملے کی رپورٹ کے پیش نظر یہ قدم اٹھایا ہے، ادھر برسلز یورپی یونین کے وزارت خارجہ نے ایک اجلاس میں فلسطینی گروپوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے اختلافات دُور کرکے یک زبان ہوکر بات کریں۔ دریں اثنا حماس نے غزہ حملے کے دوران ہلاک اور زخمی ہوئے فلسطینیوں کو یا جن کا مالی نقصان ہوا ہے۔ انہیں مالی مدد دینا شروع کردیا ہے۔

سابق پاکستانی صدر کے احساسات

ٹیکساس- پاکستان کے سابق صدر پرویز مشرف نے امریکی ریاست ٹیکساس کے ریڈیو اسٹیشن کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ ایک طویل لڑائی ہے جس کے خاتمہ کے لئے اس کے بنیادی اسباب کو ختم کرنا ہوگا۔ یہ جنگ چند افراد کو ماردینے یا حراست میں لینے سے ختم نہیں ہوگا بلکہ اس جنگ میں کامیابی کے لئے مسلم دنیا کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کو ختم کرنا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت عوامی مسائل حل کرنے میں ناکام ہو تو وہ کسی کام کی نہیں ہوتی۔ انہوں نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کو بیرون امداد کے بارے میں کہا کہ اگر دو سال میں دس ارب ڈالر ملے ہیں تو کیا پاکستان اس کے عوض دن رات گن گن گا تا رہے گا۔

حماس کی سرفروشانہ مزاحمت

احمد ولی مجیب

قدرت نے ایک اور شکست اسرائیل کے ماتھے پر لکھ دی۔ اہل غزہ کی استقامت، صبر اور مزاحمت نے ثابت کردیا کہ اسرائیل کی ریاست اور طاقت مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ ۲۲ دن تک اسرائیل آگ کے گولے برساتا رہا۔ معصوم بچے اور خواتین اس کا خاص ہدف رہے۔ لیکن بالآخر اس کو جنگ روکنی پڑی۔ اسرائیل نے جنگ کیوں روکی؟ کیا اس کو غزہ میں معصوم بچوں کی لاشیں دیکھ کر رحم آ گیا؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ اس نے تو ان ۲۲ دنوں میں مُردہ خانوں کو بھی نشانہ بنایا۔ اس نے اپنی پوری طاقت لگادی، فاسفورس بم استعمال کیے ، زمینی فوجیں اُتاردیں۔ لیکن اس کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ اسرائیلی وزیر خارجہ زپی لیونی نے جنگ سے قبل اعلان کیا تھا کہ اسرائیل غزہ کو تبدیل کرکے رکھ دے گا۔ وہاں محمود عباس کی حکومت ہوگی اور حماس کا خاتمہ ہوگا۔ مگر اب نہ محمود عباس کو غزہ آنے کی توفیق ہوئی، نہ حماس کا خاتمہ اور اور نہ ہی اسرائیل اپنے قیدی گیلاد شالیت کو رہا کراسکا۔ بلکہ دو اور فوجی حماس کے مجاہدین کے مہمان بنے۔ سوال یہ ہے کہ اب اسرائیل ایک کے بجائے تین فوجیوں کی رہائی کے لئے کتنے لوگوں کو قتل کرے گا؟ اسرائیل کی انٹلی جنس ایجنسی غزہ میں مکمل طور پر فیل ہوئی۔ ۲۷ ردسمبر ۲۰۰۸ء کو جب صہیونی فوجیوں نے اچانک حملہ کیا تو ایک دن میں ۳۵۰ افراد شہید کردیے۔ اُس وقت ایسا محسوس ہورہا تھا کہ اسرائیل آن واحد میں پورے غزہ کو راکھ کا ڈھیر بنادے گا۔ اس نے ۲۲ دنوں میں ۱۳۰۰ افراد کو شہید کیا جن میں ۴۰۰ معصوم بچے بھی شامل تھے۔ ۵۵۰۰ سے زائد افراد زخمی ہوئے جن میں ۲۲۵۰ بچے بھی شامل ہیں۔ مساجد، اسکول، کالج، سرکاری عمارتیں، اقوام متحدہ کے زیر اہتمام چلنے والے رفاہی ادارے اور صحت عامہ کے مراکز اسرائیل کا نشانہ بنے۔ حماس کی قیادت اور القسام بریگیڈ کے مجاہدین نے جس سرعت کے ساتھ اسرائیلی جارحیت کا جواب دیا اس کو اسرائیل سمیت پوری دنیا چھپانے کی کوشش کررہی ہے۔

غزہ کے اندر کی کہانی

تین سال سے محصور غزہ کی پٹی پر جب جنگ مسلط کردی گئی اور اسرائیل اندھا دھند بمباری کرتا ہوا آگے بڑھا، اہل غزہ نے سنا کہ مصر سمیت دیگر عرب ممالک اسرائیل کی حمایت کررہے ہیں۔ امریکہ اسرائیل کی سرپرستی کر رہا ہے، برطانیہ اسرائیل کا ہمنوا بن چکا ہے اور اقوام متحدہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ خبریں دوسری اقوام کے لئے باعث مایوسی ہوسکتی ہے لیکن اہل غزہ کے لئے نہیں۔ اہل غزہ نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی مقامی قیادت پر اعتماد کیا، اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ اللہ ہی شب و روز کو تبدیل کرنے والا ہے۔ حماس کی قیادت نے ان بائیس دنوں میں لوگوں کے درمیان رہ کر جو کردار ادا کیا ہے عسکری تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اسرائیل کا پروپیگنڈہ اور اس کا جاسوسی کا نیٹ ورک مکمل طور پر فعال تھا لیکن غزہ کی سولہ لاکھ آبادی گویا حماس کی کارکن بنی ہوئی تھی۔ اسرائیل کس کس کو قتل کرتا! عین جنگ کے وسط میں اسماعیل ہانیہ جو اسلامی تحریک کے اہم قائد اور سابق وزیر اعظم ہیں، نے اپنی قوم سے کہا: ’’بس اب اللہ کی نصرت آنے والی ہے، ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں، ہم نے اپنے رب سے اپنی جانوں کا سودا کرلیا ہے۔ اہل غزہ کو ماسوائے اللہ کے دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔‘‘

غزہ میں جہاں حماس کی قیادت نے اہل غزہ کے ساتھ رابطہ بحال رکھا وہیں حماس کی ذیلی تنظیم القسام بریگیڈ نے اسرائیلی طاغوت کو دندان شکن جواب دیا۔ القسام نے انتہائی منظم ہوکر اسرائیلی جارحیت کو روکا۔ جنگ کے چوتھے روز القسام کے قائد ابوعبیدہ نے ایک ویڈیو پیغام میں خبردار کیا کہ القسام پوری قوت کے ساتھ اسرائیل کو جواب دے گی۔ القسام کے قائد نے کہا کہ غزہ وہ نہیں جو ۲۰۰۳ء سے قبل کا تھا۔ اب غزہ میں تبدیلی آچکی ہے۔ اسرائیل غزہ میں اپنے پاؤں نہیں جماسکتا۔ ابوعبیدہ کے اس بیان کو بعض اسرائیل نواز اخبارات نے بڑک قرار دیا اور کہا کہ اب عنقریب حماس قصہ پارینہ بن جائے گی۔ لیکن ۲۲ روزہ جنگ کے بعد جو نتائج سامنے آئے، انہوں نے ثابت کردیا کہ حماس اور القسام نے کس طرح منظم پلان کے ساتھ اسرائیلی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا۔ اس جنگ میں اسرائیل کے ۴۷ ٹینک تباہ اور ۸۰ فوجی ہلاک ہوئے جب کہ حماس نے دو اسرائیلی فوجیوں کو گرفتار بھی کیا۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ القسام نے جن اسرائیلی ٹینکوں کو تباہ کیا ان کی ویڈیو بھی انہوں نے جاری کی ہے، جب کہ بعض ایسی ویڈیوز بھی سامنے آئی ہیں جن میں اسرائیلی فوجیوں پر حملہ ہوتے دکھایا گیا ہے۔

اسرائیلی اخبارات کا اعتراف شکست

اسرائیلی اخبارات جنہوں نے جنگ سے قبل دعویٰ کیا تھا کہ اسرائیل اپنے اہداف حاصل کرلے گا، اب یہ بات لکھنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ اسرائیل اپنے اہداف حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اسرائیلی انٹلی جنس موساد کے ترجمان اخبار یدیعوت احرونوت نے ایک اسرائیلی فوجی جنرل کا انٹرویو شائع کیا، اس جنرل کا شمار اُن لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے غزہ کی جنگ کی پلاننگ کی تھی۔ اخبار نے ان سے پوچھا کہ آیا یہ ایک معمولی جنگ تھی یا طے شدہ پروگرام کے مطابق بہت بڑی جنگ تھی؟ کمانڈر نے جواب دیا: ’’یہ اسرائیل کی تاریخ کی سب سے بڑی جنگ تھی۔‘‘ اور پھر اخبار یدیعوت احرونوت نے اپنے تبصرے میں کہا کہ اسرائیل اس بہت بڑی جنگ میں اپنے اہداف حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل امور اسرائیل کے لئے تاحال باعث تشویش ہیں:

(۱) حماس کے راکٹ حملوں کا سلسلہ جنگ کے آخری دن تک جاری رہا۔

(۲) جنگ سے کچھ حاصل نہ ہوسکا۔ اب اگر حماس راکٹ حملے کرے تو اس کا کیا حل ہے؟

(۳) اسرائیلی قیدی گیلاد شالیت تا حال حماس کے قبضے میں ہے۔

(۴) پوری دنیا میں اسرائیل کو خفت اٹھانی پڑ رہی ہے۔

(۵) اس جنگ میں بے گناہ لوگوں کو قتل کیا گیا۔

(۶) حماس اب بھی کامیابی کی باتیں کررہی ہے۔

(۷) اسرائیل کی انٹلی جنس کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حماس چھ ماہ کے مختصر عرصے میں دوبارہ سرنگیں کھولنے میں کامیاب ہوجائے گی۔

(۸) موساد نے اعتراف کیا ہے کہ حماس نے جن سرنگوں کو بتایا تھا کہ ان کو تباہ کرنے میں ہم ناکام ہوچکے ہیں۔ (یدیعوت احرونوت، بحوالہ الجزیرہ ۲۰رجنوری ۲۰۰۹ء)

دوسری جانب ایک اور اسرائیلی اخبار معاریف نے اعتراف کیا ہے کہ زیر زمین سرنگیں اسرائیل کے لئے دردسر بنی ہوئی ہیں ’’معاریف‘‘ میں دفاعی امور کے صہیونی تجزیہ نگار نداف زاتیفی نے موجودہ جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ اسرائیل اہداف کے حصول میں ناکام رہا ہے۔ اس نے الزام لگایا کہ حماس کے پاس اسلحے کا ایک ایسا ذخیرہ موجود ہے جو شام اور ایران نے فراہم کیا ہے۔ صہیونی تجزیہ نگار نے لکھا ہے کہ حماس کے پاس ایسے بہت سارے افراد ہیں جو جنگی امور اور جدید عسکری ٹیکنالوجی سے واقف ہیں اور حماس نے ایک چھوٹی آرمی بھی تشکیل دی ہوئی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ حماس کے پاس ۱۵ ہزار افراد پر مشتمل فوج ہے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ غزہ میں ۴۰۰ کے قریب سرنگیں ہیں جہاں سے حماس اسلحے کی ترسیل کا کام آسانی کرتی ہے۔

یہ ایک اسرائیلی تجزیہ نگار کے خیالات ہیں۔ خود جنگ میں شریک اسرائیلی فوجیوں کا کیا خیال ہے، آیئے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

شربیط میکی کے خیالات:

شربیط میکی اسرائیلی فوج کا کمانڈر ہے، وہ ۲۱ دن تک غزہ میں رہنے کے بعد وہاں کی صورت حال کو اس طرح بیان کرتا ہے ’’ہمارا دشمن انتہائی بہادر ہے۔ ہمیں ان کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ وہ انتہائی سرعت کے ساتھ حملہ آور ہوتے اور پلک جھپکتے ہی غائب ہوجاتے تھے۔ ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ زمین کی تہہ میں ایک منظم فورس ہے جس کو شکست دینا مشکل ہے۔‘‘ (یدیعوت احرونوت ۱۹رجنوری ۲۰۰۹ء) شربیط میکی القسام کے مجاہدین کے حملوں میں زخمی ہوا۔ اسرائیلی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ ہمارے دشمن ہماری سوچ سے زیادہ بہادر اور ذہین تھے۔ شربیط نے اس بات کا اعتراف بھی کیا کہ غزہ میں موجود خندقوں نے ہمارے کمانڈروں اور سپاہیوں کو خوفزدہ کیا ہوا تھا، ہمارے سپاہیوں کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ زمین کی تہہ سے ابھی کوئی نکلے گا اور ہمیں اچک کرلے جائے گا۔

صہیونی نفسیاتی ماہرین کی کوششیں:

اس جنگ کو جیتنے کی اسرائیل نے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اس میں ہر قسم کا اسلحہ استعمال کیا، ہر قسم کا طریقہ اختیار کیا، مگر اہل غزہ کی پامردی کو ختم نہ کرسکا۔ اس نے پروپیگنڈے کے ذریعے بھی اس جنگ کو جیتنے کی کوشش کی۔ شروع میں کہا گیا کہ یہ جنگ صرف حماس کے خلاف ہے، باقی مزاحمتی تحریکوں کے خلاف نہیں، باقی مزاحمتی تحریکیں ہمارے ساتھ ہیں۔ اسرائیل نے الاقصیٰ ٹی وی جو حماس کا ترجمان چینل ہے، کی نشریات کو جام کرتے ہوئے اس پر اپنے پروگرام چلانا شروع کردیے۔ عربی زبان میں اس طرح کے پیغامات جاری کیے کہ حماس کی قیادت بھاگ چکی ہے، فلاں قتل ہوچکا ہے، اہل غزہ اب تنہا ہوچکے ہیں۔

انہوں نے ایک ایسا پروگرام بھی چلایا جس میں القسام کے ایک مجاہد کو دکھایا گیا جو انتہائی خوف کی حالت میں کانپتا ہوا اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اسرائیل کی قوت ناقابل تسخیر ہے۔ اس کا مقابلہ مت کرو۔ الاقصیٰ چینل پر اسرائیل نے مختلف قسم کے پروگرام چلائے اور ساتھ ساتھ ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کیے گئے جن میں لکھا گیا تھا کہ حماس کا ساتھ چھوڑ دیا جائے، اس کے مجاہدین کو پناہ نہ دی جائے۔ اہل غزہ سے ان پمفلٹس میں کہا گیا تھا کہ حماس کا ساتھ چھوڑ دیا جائے، اس کے مجاہدین کو پناہ نہ دی جائے۔ اہل غزہ سے ان پمفلٹس میں کہا گیا تھا کہ حماس ہی تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اس کی وجہ سے دوریاستوں کا قیام ممکن نہیں، اسی کی وجہ سے غزہ پر جنگ مسلط ہے، اگر حماس نہ ہوتی تو غزہ میں اقتصادی اور معاشی خوشحالی ہوتی، وغیرہ وغیرہ۔ اسرائیل کا یہ طریقہ جنگوں میں کوئی نیا طریقہ نہیں، لیکن یہ حربہ بھی اہل غزہ نے ناکام کردیا۔

اسرائیلی شکست کا ایک اور پہلو:

اسرائیل نے جب یک طرفہ جنگ بندی کا اعلان کیا تو اسرائیلی وزیر اعظم ایہود اولمرٹ اور وزیر جنگ ایہود باراک کے چہرے پر خوشی کے بجائے شرمندگی کے آثار نمایاں تھے۔ بظاہر چہروں پر مسکراہٹ تو تھی مگر ۲۲ روزہ جنگ سے جو کامیابی ان کو ملی وہ صرف اور صرف معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی صورت میں ملی۔ ایہود اولمرٹ کے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس جنگ میں اسرائیل جس انداز سے ناکامی سے دوچار ہوا ہے، اسے ایک ایک کرکے بیان کرنے سے واضح ہوجائے گا کہ یہ جنگ اس کی آخری جنگ تھی۔

اسرائیل کی ناکامی واضح ہے، اگرچہ اس کے رہنما اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ مان لیا جائے کہ یہ عسکری ناکامی نہیں، لیکن سیاسی ناکامی تو ضرور ہے۔ تین ہفتوں تک چلنے والی جنگ میں حماس سفید جھنڈے لے کر سرینڈر ہونے کے لئے سامنے نہیں آئی۔ غزہ میں کوئی ایسا شخص نظر نہیں آیا جو اسرائیل سے بھیک مانگے اور حماس کو مسترد کردے۔ اسرائیل کو عالمی رائے عامہ نے کلی طور پر مسترد کردیا۔ پوری دنیا میں یہودی سمیت زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد نے اسرائیلی جارحیت کی مذمت کی اور فلسطین میں اسرائیلی سفاکی کو ہولوکاسٹ قرار دیا۔ اسرائیل کے حلیفوں کو بھی شکست ہوئی اور اس میں سب سے بڑھ کر مصر کا نام سامنے آیا ہے۔ مصر کا شمار شروع سے ثالث ملک کے طور پر رہا ہے، لیکن اس جنگ نے مصر کے اس کردار کو مٹی میں ملا ڈالا اور مصر نے کھل کر اسرائیل کا ساتھ دیا۔ عرب دنیا میں مصر کے اس کردار کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔

اسرائیل میں موجود مفکرین اور تجزیہ نگار اب کھل کر اسرائیلی حکومت کے خلاف لکھ رہے ہیں اور ایسے تجزیے سامنے آرہے ہیں جن میں یہ کہا جارہا ہے کہ یہ جنگ غلط تھی اور اسرائیلی تجزیہ نگار یوری افنیری اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اسرائیل کا چہرہ دنیا کے سامنے واضح ہوگیا ہے اور پوری دنیا اب اس بات کو سمجھنے لگی ہے کہ اسرائیل ایک خونخوار ریاست ہے۔ یوری کا کہنا ہے کہ غزہ میں اسرائیل کا ظلم طویل عرصے تک ہمارا پیچھا کرے گا اور اس کے ہمارے مستقبل پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ یاد رہے کہ یوری افنیری کا شمار اسرائیل کے اہم ترین دانشوروں میں ہوتا ہے۔ ایک اور یہودی تجزیہ نگار آفی شلایم جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ بین الاقوامی تعلقات عامہ کا پروفیسر ہے، کا کہنا ہے کہ یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اسرائیل دہشت گرد ریاست ہے۔ وہ سیاسی اہداف حاصل کرنے کے لئے نہتے عوام کو مارنے سے گریز نہیں کرتی، اس کے سامنے دنیا کا قانون کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تیکون میگزین کے ایڈیٹر امریکی یہودی ربی مائیکل لیونر کا کہنا ہے کہ اسرائیل کی بے وقوفی دیکھ میرے دل میں آگ دہک رہی ہے۔

●●

یہ چار باتیں

مشتاق احمد خان، اچل پور

’’اور اے نبیؐ، یہ پیغمبر کے قصے جو ہم تمہیں سناتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعہ سے ہم تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں اِن کے اندر تم کو حقیقت کا علم ملا اور ایمان لانے والوں کو نصیحت اور بیداری نصیب ہوئی۔‘‘ (سورۂ ہود: آیت ۱۲۰)

دل کی مضبوطی، حقیقت کا علم، نصیحت حاصل ہونا اور بیداری نصیب ہونا، یہ وہ چار باتیں یا ضرورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ذریعہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں۔ ظاہر ہے کہ جب پیغمبر کو کتاب کے بغیر یہ چیزیں نہ مل سکیں اور پیغمبرانہ مشن اِن کے بغیر پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکتا تھا تو پھر ہم بندوں کو قرآن کے علاوہ اور کہاں سے مل جائیں گی؟ اور ہمارا مومنانہ مشن یا داعیانہ کام اِن کے بغیر کیسے تکمیل کو پہنچے گا؟ اب ہو یہ رہا ہے کہ ہم کہیں اور سے کچھ اور حاصل کررہے ہیں۔ پھر پیغمبرانہ مشن یا داعیانہ کام نہیں کچھ اور کررہے ہیں۔

آج مسلمان کے دل کو ٹٹولیے، وہ مضبوط نہیں، پھر پھڑا رہا ہے۔ گھبرایا ہوا ہے۔ ۳۱۳ صحابہ دلوں کی مضبوطی سے جمے ہوئے تھے ہم ایک سو پچاس کروڑ گھبرائے ہوئے۔ غیر محفوظ اور استحکام کے بغیر جی رہے ہیں۔

وہ کلمہ پڑھتے ہی عقیدہ پر جم جاتے تھے چلتے پھرتے قرآن بن جاتے ہمیں چار سال کی عمر میں مولوی صاحب۔ حافظ صاحب نے کلمہ پڑھایا تھا۔ اور قرآن وہ تو بڑی کتاب اللہ کی کتاب ہے۔ گھر میں اوپر بہت اوپر رکھی ہوئی ہے۔ دادا دادی، اماں ابا صبح تھوڑی دیر پڑھ لیتے ہیں اور بس۔

حقیقت کا علم، سو اس کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے نماز روزہ مسجد یہ سب کیا ہیں۔ ووٹ، سیاسی پارٹیاں، لیڈر الیکشن، سب سمجھتا ہے۔ تجارت، کاروبار کے علاوہ تہوار، جلسے، جلوس بھی معلوم ہیں بس اب اور کیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کیوں آئے تھے۔ کتابیں کیا تھیں۔ قرآن کیا ہے، داعی کیوں بنوں، میں مسلم کیوں ہوں، مقصد وجود کیا ہے۔ اقامت دین نصب العین کیوں ہو، یہ باتیں قرآن سے ملتی ہیں۔

یہ سب فلاں جماعت والوں کی سیاسی باتیں ہیں، مجھے ان سے کیا لینا دینا؟ آج ملت کا سواد اعظم حقیقت کے علم کے بغیر سرپٹ دوڑ رہا ہے۔

نصیحت۔ وہ بات جو انسان کو صحیح راہ پر ڈالے۔ محمدؐ کو اللہ کی جانب سے نصیحت کی ضرورت تھی۔ وہ ذاتؐ جو بعد از خدا بزرگ و برتر ہے وہ نصیحت چاہتی ہے۔ مانگتی ہے وہ پارہی ہے کامیاب ہورہی ہے۔ کہاں سے؟ قرآن سے۔

آج ہم قرآن چھوڑ کر مختلف ذرائع سے نصیحت لے رہے ہیں۔ وہ اگر طاغوتی نہ بھی ہوں۔ وہ فلاحی و اصلاحی یا دینی تعلق رکھتے ہوں۔ لیکن پھر بھی قرآن نہ ہو۔ تو کیا ایک مسلمان نصیحت پاسکتا ہے؟ اُسے صحیح راہ مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

بیداری۔ ہوش مندی، شعور، ادراک فہم دین و سمجھ، سب کچھ اللہ کے رسول کو اللہ نے اپنی کتاب قرآن سے دیا۔ آج ہم یہ سب اِدھر اُدھر سے مانگ رہے ہیں۔ اسی لئے جاگنے کے بعد بھی سوئے ہوئے ہیں۔ مُردہ میں دنیا ٹھوکر مار کر جارہی ہے۔ قرآن کی سورۂ ہود کی یہ صرف ایک آیت ۱۲۰ ہے۔ اور اس میں محمدؐ کا نام لے کر انسانی زندگی کی کامیابی کی چار کلیدی بتادیں گئی ہیں واقعی یہ ایک معجزاتی کلام ہے۔ جنھوں نے مانا وہ معجزاتی تبدیلیوں سے ہمکنار ہوئے۔ ہم کو ماننا تو کیا پڑھنا بھی نہیں ہے۔ تو پھر ہم خوار نہیں ہوں گے تو کیا ہوں گے؟

●●

کیا امریکہ بدل جائے گا؟

عرفان صدیقی

تاریخ اسی طرح آگے بڑھتی یونہی قوموں کے شعور کو بیدار کرتی، یونہی تہذیب کی زلفوں کو سنوارتی اور یونہی انسانوں کے فکر و مزاج میں نئے راستوں اور نئی منزلوں کی آرزو جگاتی ہے۔ امریکہ اپنی حیا باختہ خارجہ پالیسی، شرمناک، مہم جوئی، مسلم کش پالیسیوں اور سامراجی رعونت کے باعث دنیا بھر میں نفرت کی علامت بن جانے کے باوجود تبدیلی اور نمو کے عظیم الشان داخلی عمل سے گزرا ہے۔ یہ اس کے اندرونی نظام ہی کا کرشمہ ہے کہ سیاہ فام غلاموں کی نسل کا ایک فرزند جس کا باپ کینیا سے نقل مکانی کرکے امریکہ آیا تھا اور جو ساٹھ برس پہلے کسی ریسٹوران میں بیرے کی نوکری کررہا تھا۔ آج اسی سیاہ فام آباد کار کا بیٹا ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا چوالیسواں صدر بن چکا ہے۔ 28 راگست 1963ء کو سیاہ فاموں کے حقوق کے عظیم مبلغ مارٹن لوتھر کنگ نے ابراہیم لنکن کی یادگار کی سیڑھیوں پر کھڑے ہوکر لاکھوں عوام کے سامنے اپنے اس خواب کے خدوخال بیان کیے تھے کہ ایک دن امریکہ ہر نوع کے نسلی امتیاز سے پاک ہوجائے گا اور کالے گورے کی تمیز اٹھ جائے گی۔ صرف ساڑھے پینتالیس سال بعد بارک حسین اوباما اس خواب کی تعبیر بن کر اُبھرا۔ 20 رجنوری کو دن کے بارہ بجے جب اس نے اسی بائبل پر ہاتھ رکھ کر اپنے عہدے کا حلف اٹھایا جس پر تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل صدر ابراہیم لنکن نے حلف اٹھایا تھا تو امریکہ ایک نئے عہد میں داخل ہوگیا۔ آنے والی کئی صدیاں اس لمحے کو یاد رکھیں گی کہ یہی وہ ساعت تھی جب برس ہا برس غلامی کی زنجیروں میں جکڑی رہنے والی مظلوم و مقہور قوم کا ایک فرد ریاست کے بالا ترین منصب پر فائز ہوا تھا اور اسے یہ مقام بلند سفید فام اکثریت نے عطا کیا تھا جس نے گورا رنگ رکھنے والے اس کے حریف کو شکست دی تھی۔ بارک حسین اوباما، اس کی بیوی اور اس کی دو بیٹیاں اب اس قصر سفید میں داخل ہوچکے ہیں جہاں ان کے آباواجداد برسوں غلامانہ خدمت گزاری پر مامور رہے۔

بارک حسین اوباما نے بیس لاکھ امریکیوں کے جم غفیر کے سامنے بہت کچھ کہا۔ اکیس منٹ کی تقریر میں اس نے اپنی قوم کو درپیش چیلنجوں سے آگاہ کیا۔ عوام کو بتایا کہ بش امریکہ کو اس حال سے دوچار کرگیا ہے۔ اس نے کہا ’’لوگ بے گھر ہورہے ہیں، صحت کی سہولتیں انتہائی مہنگی ہوگئی ہیں لوگوں کے روزگار چھن رہے ہیں، کاروبار تباہ ہورہے ہیں، اسکول ناکام ہورہے ہیں، معیشت شدید بحران کا شکار ہے، آنے والا ہر دن نئے مصائب لے کر آرہا ہے۔ اعداد و شمار اور جائزوں سے یہ تاثر اُبھر رہا ہے کہ امریکہ زوال پذیر ہے۔ ہمیں سنگین چیلنجوں کا سامنا ہے۔ یہ چیلنج ان گنت بھی ہیں اور سنجیدہ بھی۔ ان پر جلد قابو پانا آسان نہیں۔ لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ ہم ان پر قابو پالیں گے۔‘‘

یہ اس امریکہ کا مختصر سا نقشہ ہے جو جنگجوؤں کا ایک ٹولہ، جارج بش کی قیادت میں چھوڑ گیا اور یہی وہ مسائل تھے جن کی بدولت امریکی عوام نے ری پبلکن پارٹی کو مسترد کرتے ہوئے ایک ایسے سیاہ فام شخص کو قبول کرلیا جس نے انہیں ’’تبدیلی‘‘ اور ’’امید‘‘ کا پیغام دیا۔ مبصرین کو توقع ہے کہ اوباما کو داخلی طور پر اپنی اصلاحات کے نفاذ اور ایجنڈے کی تکمیل میں زیادہ وقت پیش نہیں آئے گی۔ اگر تباہ حال معیشت انگڑائی لینے لگتی ہے، روزگار کے مواقع پیدا ہونے لگتے ہیں، فراہمی صحت کے نظام میں بہتری آتی ہے، تجارت و صنعت کو فروغ ملتا ہے اور تعلیمی اداروں کی زوال پذیر حالت سنبھلتی ہے تو امریکی قوم بڑی حد تک مطمئن ہوجائے گی۔ اس خلائی مخلوق کو باہر کی دنیا سے کوئی زیادہ دلچسپی نہیں۔

نئے امریکی صدر نے اپنے خطاب میں بعض عمدہ باتیں کہی ہیں۔ میرے سامنے ان کی تقریر کا ایک اقتباس ہے ’’جہاں تک ہماری عمومی سلامتی کا تعلق ہے، ہم اپنے اعلیٰ نظریات اور سلامتی کے درمیان انتخاب کے تصور کو مسترد کرتے ہیں۔ ہمارے بڑوں نے ایسے خطرات کا سامنا کیا جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ لیکن انہوں نے قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کا ایک چارٹر تیار کیا جسے کئی نسلوں نے اپنے لہو سے پروان چڑھایا۔ وہ نظریات اور آدرش آج بھی دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں اور ہم وقت سہولت یا مفاد کے لئے ان کی قربانی نہیں دیں گے۔ اور میں ان تمام لوگوں اور حکومتوں کو جو بڑے بڑے دارالحکومت سے لے کر اس چھوٹے

باقی صفحہ ۸ پر

اسرائیلی حکومت۔ دہشت گرد تنظیم

ثروت جمال اصمعی

اسرائیل کے وجود کھلے ظلم اور غاصبانہ و مجرمانہ قبضے پر مبنی ہونا خود اس کے بانیوں نے تسلیم کیا ہے۔ اس ناجائز ریاست کے پہلے وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان نے ورلڈ جیوش کانگریس کے بانی ناہم گولڈ مین کے نام اپنے خط میں لکھا تھا:

"If I were an Arab leader I would never make terms with Israel. That is natural: we have taken their country.... We come from Israel, but two thousand Years ago, and what is that to them? There has been anti-semetism, the Nazis, Hitler, Auschwitz, but was that their fault? They only see one thing: we have come here and stolen their country. Why should they accept that?"

’’اگر میں کوئی عرب لیڈر ہوتا تو اسرائیل سے کبھی سمجھوتہ نہ کرتا۔ یہ ایک فطری بات ہے کیونکہ ہم نے اُن سے اُن کا ملک چھینا ہے۔ اگر ہمارا تعلق اسرائیل سے ہے لیکن یہ دو ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ فلسطینیوں کا بھلا اس سے کیا واسطہ۔ ہاں دنیا میں یہودی مخالف تحریک، نازی، ہٹلر سب رہے ہیں، مگر کیا اس کے ذمہ دار فلسطینی ہیں؟ وہ صرف ایک چیز دیکھتے ہیں: ہم یہاں آئے اور ہم نے ان کا ملک چرالیا۔ آخر وہ اس چیز کو کیوں قبول کریں؟‘‘ پروفیسر جان میر شیمر (John Mearsheimer) اور پروفیسر اسٹیفن والٹ (Stephen Walt) کی شہرۂ آفاق تحقیقی تصنیف ’’دی اسرائیل لابی اینڈ یو ایس فارن پالیسی‘‘ میں بھی اس خط کے مندرجات شامل کیے گئے ہیں۔

اگر آج کی دنیا میں حق اور انصاف کی حکمرانی ہوتی تو ایک ایسی ریاست کو عالمی طاقتوں اور بین الاقوامی برادری کی جانب سے تسلیم ہی نہ کیا جاتا بلکہ وجود ہی میں نہ آنے دیا جاتا جو خود اپنے بانیوں کے اعتراف کے مطابق کھلے ظلم اور حق تلفی کی بنیاد پر قائم ہوئی ہے۔ لیکن جمہوریت اور انسانی حقوق کے تحفظ کو دنیا میں اپنا مشن بتانے والی مغربی طاقتوں نے اسرائیل کے ناجائز وجود کو صرف تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ یہ ننگ انسانیت ریاست نتیجہ ہی ان کی منصوبہ بندی کا ہے۔ پھر ان طاقتوں نے فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی حکمرانوں کو ہر ستم توڑنے کی بھی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ چنانچہ فلسطینی عوام کے خلاف اسرائیل کی ریاستی دہشت گردی کا سلسلہ آج غزہ میں ایک نئی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

مہینوں سے محصور غزہ کے لاکھوں بے بس باشندوں پر بمباری اور میزائلوں کی بارش انسانیت کے خلاف جس قدر مکروہ جرم ہے وہ محتاج وضاحت نہیں۔ مگر امریکی حکمرانوں اور ان کے اتحادیوں کو ڈھٹائی کا عالم یہ ہے کہ وہ امریکی ساختہ ایف سولہ طیاروں کی غزہ کے رہائشی علاقوں، مسجدوں، تعلیم گاہوں اور دفاتر پر وحشیانہ بمباری کو اسرائیل کی جانب سے اپنے دفاع کے حق کا استعمال قرار دینے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ اسرائیلی مظالم کے خلاف مزاحمت کرنے والے فلسطینیوں کے خانہ ساز راکٹوں اور بموں سے اپنے بچاؤ کے لئے اسرائیل ان کارروائیوں پر مجبور ہے۔ مگر خود اسرائیل کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو اسرائیلی حکمرانوں کو برملا انسانیت کے خلاف جرائم کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔ مثلاً اسرائیل کے معروف روز نامے ہارٹز نے غزہ میں آپریشن ’’سمر ریز‘‘ کی مذمت کرتے ہوئے لکھا تھا ’’ہم غزہ پر گرما کی جو بارشیں برسا رہے ہیں۔ وہ اندھا دھند ہی نہیں ہیں۔ سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ وہ قطعی ناجائز ہیں۔ ساڑھے سات لاکھ لوگوں کو بجلی سے محروم کردینا غیر قانونی ہے۔ بیس ہزار افراد کو اپنے گھروں سے نکل جانے پر مجبور کردینا کسی صورت جائز نہیں۔

ان کی بستیوں کو بھوتوں کے مسکن بنادینا کسی قانون کی رو سے درست نہیں۔ شام کے حدود میں مداخلت صریحاً بے جواز ہے۔ فلسطین کی آدھی حکومت اور چوتھائی پارلیمنٹ کو اغوا کرلینا انصاف کے سراسر منافی ہے۔ ایسے اقدامات کرنے والی ریاست اور کسی دہشت گرد تنظیم میں کوئی فرق نہیں ہے۔‘‘

سچائی اپنے آپ کو منوا کر رہتی ہے۔ اسرائیل ہی کے ایک معروف روز نامے کا یہ تسلیم کرنا کہ صہیونی حکمرانوں نے فلسطین کے خلاف اپنے سراسر ناجائز رویے سے ثابت کردیا ہے کہ ان کی حکومت دراصل ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔ اسی سچائی کا اظہار ہے۔ بلاشبہ اسرائیل روز اول سے ایک دہشت گرد ریاست ہے۔ اس کی بنیاد ہی ظلم اور بے انصافی پر رکھی گئی ہے۔ فلسطینیوں کی سرزمین پر اس کا قیام ہی انصاف کی کھلی پامالی ہے۔ پھر اپنے ہاتھ پاؤں پھیلانے کے لئے اس نے اپنی ابتداء ہی سے دہشت گردی کو تکنیک کے طور پر اپنا رکھا ہے۔ اس سلسلے کا آغاز ۱۹۴۸ء میں فلسطینی بستی دیر یاسین میں قتل و غارت گری سے کیا گیا۔

اس کارروائی کا مقصد فلسطینیوں کو دہشت زدہ کرکے ان کے گھروں سے نکال دینا تھا تاکہ ان پر یہودی قابض ہوسکیں۔ اس وحشیانہ آپریشن کے شرکاء میں سے کئی بعد میں اسرائیل کی وزارت عظمیٰ اور دیگر اہم مناصب پر فائز ہوئے۔ اسرائیل کے بیشتر لیڈر دہشت گرد تنظیموں کی قیادت کرتے رہے ہیں۔ اس لئے اسرائیل کل بھی دہشت گرد تھا اور آج بھی ہے۔ اس کے باوجود مظلوم فلسطینیوں کے مقابلے میں مغربی ملکوں کی ساری عملی حمایت جابر اور غاصب اسرائیل کے ساتھ ہے۔ اسرائیل کے مظالم پر سلامتی کونسل میں کوئی موجود عالمی نظام سے دنیا میں حق و انصاف اور امن و امان کے قیام کی توقع رکھتا ہے تو اسے حماقت اور بے بنیاد خوش گمانی کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن فلسطین، عراق، افغانستان سمیت دنیا میں ہر اس جگہ جہاں استعماری طاقتوں نے ظلم اور حق تلفی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ برپا ہونے والی ناقابل شکست مزاحمتی تحریکوں نے ضرور اس امید کے چراغ روشن کردیے ہیں کہ ظلم و درندگی اور بے انصافی و سفاکی کا یہ عالمی نظام جلد زمین بوس ہوگا اور سچائی اور انصاف کی بالادستی پر مبنی نظام اس کی جگہ لے گا۔

●●

دعوت

یکم فروری ۲۰۰۹ء

مفاہمت کی راہ

امریکی صدر بارک اوبامہ نے اپنے عہدے کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد پہلی بار مسلم دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ پیغام دیا ہے کہ امریکہ مسلم دنیا کا دشمن نہیں ہے۔ یوں تو انھوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں بھی مسلم دنیا کے ساتھ مفاہمت پر مبنی تعلقات استوار کرنے کی بات کہی تھی، لیکن اب انھوں نے خاص طور پر مسلم دنیا کو ہی خطاب کیا ہے اور اس کے لئے انھوں نے الجزیرہ ٹی وی چینل کا انتخاب کیا ہے۔ انھوں نے اپنے اس انٹرویو کے ذریعے مسلم دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ امریکہ کے سلسلے میں مسلم دنیا میں جو رائے پائی جاتی ہے وہ اس کو سدھارنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے بہ الفاظ دیگر یہ بھی کہا ہے کہ مسلم دنیا کچھ غلط فہمیوں کا بھی شکار ہے۔ اس کی امریکہ کے بارے میں جو رائے ہے اس میں توازن نہیں پایا جاتا گویا اس کی بعض شکایتیں جہاں درست اور بجا ہیں وہیں غم وغصہ اور نفرت کی بعض بنیادیں نادرست اور بے جا بھی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں اس کا احساس ہے کہ مسلم دنیا میں امریکہ کے تئیں جو غم وغصہ اور نفرت پائی جاتی ہے وہ صد فیصد نادرست بھی نہیں ہے۔ مسلم دنیا کی جو جائز شکایتیں ہیں انہیں دور کیا جانا چاہئے۔ انہیں اس کا بھی احساس ہے کہ مسلم دنیا کو نہ تو نظر انداز کرکے آگے بڑھا جاسکتا ہے اور نہ اس کی ناراضی مول لے کر قائدانہ کردار ادا کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کے غم وغصہ اور نفرت کو دور کئے بغیر امن عالم کا قیام ممکن ہے لہٰذا مسلم دنیا پر خاطر خواہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انہیں اس کا بھی احساس ہے کہ ان کے پیشرو نے مسلم دنیا کے ساتھ جو معاملہ کیا اور ان کے دور میں امریکہ اور مسلم دنیا کے درمیان جس نوع کے تعلقات تھے وہ مناسب اور موزوں نہیں تھے۔ ان کو درست اور مناسب وموزوں بنیادوں پر ازسرنو استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کو اس کا بھی احساس ہے کہ امریکہ نے مسلم دنیا کو اپنے رویے سے جس حد تک نالاں کردیا ہے اس کا ازالہ ضروری ہے۔

انھوں نے الجزیرہ ٹی وی چینل کو جو انٹرویو دیا ہے اس میں یہ تمام باتیں کہی ہیں مثلاً انھوں نے یہ کہا ہے کہ میں مسلم دنیا کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ امریکہ اور مسلم دنیا کے درمیان تعلقات برابری کی بنیاد پر قائم بھی ہوسکتے اور برقرار بھی رہ سکتے ہیں۔ بڑے اور چھوٹے کی بنیاد پر قائم ہونے والے تعلقات میں بسا اوقات تلخی اور بدمزگی پیدا ہوجاتی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ امریکہ سے غلطیاں ہوسکتی ہیں اس لئے کہ اس دنیا میں کوئی کامل نہیں ہے۔ گویا وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امریکہ سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں وہ ان کو سدھارنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ وہ مسلم دنیا کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں جس کی بنیاد برابری اور باہمی احترام پر ہونی چاہئے۔ ان کا خیال ہے کہ تعلقات برتاؤ اور رویے میں شائستگی ضروری ہے۔ اس کے لئے زبان وبیان اور لہجے میں نرمی ہونی چاہئے۔ انھوں نے کہا کہ امریکہ ترقی کی شاہراہ پر مسلم دنیا کے شانہ بشانہ چلنا چاہتا ہے۔ وہ مسلم دنیا کا خیر خواہ ہے۔ اس کا بھلا چاہتا ہے۔ بربادی اور تباہی ہرگز نہیں چاہتا۔ ان کی نظر میں مسلم دنیا کی قدر اور عزت ہے وہ اس کا احترام کرتے ہیں۔ مسلم دنیا کو یہ باور کرانے کے لئے کہ وہ مسلم دنیا۔ امریکہ تعلقات کے ایک نئے دور کا آغاز کرنا چاہتے ہیں اپنی مثال بھی پیش کی اور مسلم خاندان کے ساتھ اپنے تعلقات کا خصوصی طور پر تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ ان کا بچپن ایک مسلم ملک انڈونیشیا میں گزرا ہے جو آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک ہے۔ انھوں نے بہت سے مسلم ملکوں کا دورہ کیا ہے اور انھوں نے یہ پایا ہے کہ ہر قوم کی امنگیں اور عزائم ہوتے ہیں۔ ان کا احترام ضروری ہے۔ انھوں نے کہا کہ میرے خاندان میں مسلمان بھی ہیں، وہ مسلم ملکوں میں رہے ہیں، گویا وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے ذہن ومزاج اور ان کی سوچ سے واقف ہیں۔ اس لئے وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امریکہ، مسلمانوں کا دشمن نہیں ہے، وہ مفاہمت کی راہ پر چلنا چاہتا ہے۔ اب مسٹر اوباما کو اپنے عمل سے بھی یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ واقعی برابری کی بنیاد پر مسلم دنیا کے ساتھ تعلقات استوار رکھنا چاہتے ہیں اور مفاہمت کی بنیاد پر آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔

سیاسی وفاداریوں کی تبدیلی سے نظریات بدلتے ہیں حقائق نہیں

بابری مسجد کا انہدام ایک ایسی حقیقت ہے جو بیانات سے بدل نہیں سکتی۔ مسلمانوں کو مزید تکلیف پہنچانے کے لئے ان کے زخموں پر نمک چھڑکنے سے گریز کیا جائے

ابھی تک سیاسی وفاداری کی تبدیلی سے نظریات بدلتے تھے جس لیڈر نے پارٹی بدلی اس کی بولی اچانک بدل جاتی تھی، وہ اپنے ماضی پر شرمندہ نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی تاویل وتشریح کرتا ہے بلکہ نئے ماحول میں اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے چولا بدل لیتا ہے اور اس کی نئی پارٹی کے لیڈران بھی اس کے داخلے کے لئے گنجائش پیدا کرنے کی غرض سے اپنی پالیسی اور موقف میں حیرت انگیز لچک پیدا کردیتے ہیں تاکہ نیا گھر اور نیا ماحول اسے راس آجائے۔ ایسا تو اکثر وبیشتر خصوصاً سیاسی وفاداریوں کی تبدیلی کے موسم انتخابات کے وقت دیکھنے کو ملتا ہے لیکن حقیر سیاسی مفادات کے لئے فطرت بدل جائے یا حقائق تبدیل کردیے جائیں ایسا بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔

اترپردیش کے سابق وزیراعلیٰ کلیان سنگھ کے دوبارہ بی جے پی سے نکلنے پر اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا کہ ان کی سماجوادی پارٹی میں شمولیت پر ہوا کیونکہ کلیان سنگھ اور سماجوادی پارٹی کے صدر اور اترپردیش کے ہی سابق وزیراعلیٰ ملائم سنگھ یادو بابری مسجد کی تاریخ کے دو ایسے حصے ہیں جن کے یکجا ہونے اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ہم ہی نہیں پورا ملک جانتا ہے کہ ملائم سنگھ یادو نے اپنے دور حکومت میں جہاں بابری مسجد کو بچانے کے لئے کارسیوکوں پر گولیاں چلوائیں اور وہ ہمیشہ مسئلہ کے منصفانہ حل اور بابری مسجد کی پھر سے تعمیر کے حق میں رہے، وہیں کلیان سنگھ نے اپنے دور حکومت میں نہ صرف یہ کہ بابری مسجد کو شہید کرادیا بلکہ سپریم کورٹ میں داخل اپنے ہی حلف نامے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کورٹ کی توہین کی، ملکی آئین، جمہوریت اور سیکولرزم کا خون کیا۔ یہی نہیں کلیان سنگھ کبھی بھی ملائم سنگھ یادو کی طرح اجودھیا کے مسئلے کے منصفانہ حل اور بابری مسجد کی دوبارہ تعمیر کے حق میں نہیں رہے۔ انھوں نے ہمیشہ اقلیتوں پر ملک کے اکثریتی طبقہ کی ناجائز بالادستی کی وکالت کی۔ آج جب وہ سماجوادی پارٹی میں شامل ہوکر اجودھیا کے مسئلے کو باہمی مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کی بات کررہے ہیں۔ اگر ان کے دل کو ٹٹولا جائے تو بابری مسجد کی جگہ پر رام مندر ہی کی تعمیر پر رائے عامہ ہموار کرنے کی بات سامنے آئے گی۔ جب دونوں لیڈران کے نظریات اور عمل ایسے ہوں تو ان کے یکجا ہونے کو سیاسی موقع پرستی نہیں تو اور کیا کہا جائے گا۔

سیاسی وفاداری کی تبدیلی کے بعد کلیان سنگھ کی بولی بدل جائے یہ بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ایک لیڈر کو اپنی پارٹی میں شامل کرنے اور اس سے حقیر سیاسی مفادات حاصل کرنے کی غرض سے ملائم سنگھ یادو حقائق ہی کو تبدیل کرنے لگیں گے۔ یہ بات کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوگی۔ لیکن جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ ملکی سیاست ہے کبھی بھی کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ سیاسی پارٹیاں کسی بھی حد تک جاسکتی ہیں۔ سماجوادی پارٹی میں کلیان سنگھ کی شمولیت کے معاملے میں بھی کچھ ایسا ہی دیکھنے کو مل رہا ہے۔ ۲۶؍جنوری کے ایشین ایج کی رپورٹ کے مطابق سماجوادی پارٹی کے صدر نے پرائیویٹ نیوز چینل IBN7 کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں یہ کہہ کر نہ صرف سبھی کو حیرت زدہ کردیا بلکہ اپنے آپ کو اور پوری پارٹی کی پالیسی کو سوالات کے گھیرے میں کردیا کہ مسٹر کلیان سنگھ کو نہ تو انتہا پسند کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی وہ بابری مسجد کی شہادت کے ذمہ دار ہیں۔ انھوں نے بابری مسجد کو منہدم نہیں کرایا بلکہ شیوسینا اور آر ایس ایس نے منہدم کیا۔ اس مسئلے پر جب انٹرویو لینے والے نے مسٹر ملائم سنگھ یادو پر سوالات کی بارش کی اور حقائق کو ثابت کرنے کی کوشش کی تو آخرکار مسٹر یادو نے اتنا تو اعتراف کرلیا کہ اس وقت اترپردیش کے وزیراعلیٰ ہونے کی وجہ سے مسٹر کلیان سنگھ اخلاقی طور پر انہدام کے ذمہ دار ہیں۔ شاید مسٹر یادو اس اخلاقی ذمہ داری کی بات کررہے ہیں جو مسٹر سنگھ نے انہدام کے فوراً بعد قبول کرتے ہوئے وزارت علیا سے استعفیٰ دیا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ اگر انہیں اپنی آئینی ذمہ داری کا اتنا ہی احساس تھا تو مسجد کو تحفظ فراہم کرنے سے متعلق سپریم کورٹ میں داخل اپنے حلف نامے کا پاس ولحاظ کیوں نہیں رکھا؟ انھوں نے اجودھیا میں تعینات سیکورٹی فورسیز کو ہر حال میں مسجد کو تحفظ فراہم کرنے کی ہدایت سختی سے کیوں نہیں دی؟ انہیں اپنی ڈیوٹی انجام دینے سے کیوں روکا اور جب وہ حالات کو سنبھال نہیں سکتے تھے تو حالات بگڑنے کے فوراً بعد ہی استعفیٰ کیوں نہیں دیا کہ مرکز اپنی آئینی ذمہ داری نبھاتا۔ عہدے سے استعفیٰ دینے کے لئے بابری مسجد کے انہدام اور اس کی جگہ پر عارضی مندر کی تعمیر کا انتظار کیوں کیا؟

کلیان سنگھ اپنے حق میں صفائی پیش کرسکتے ہیں لیکن ان کے حق میں مسٹر یادو صفائی پیش کریں گے وہ بھی اس طرح کہ حقائق کو زبردستی تبدیل کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ بات شاید ہی ملک کے انصاف پسند شہریوں خصوصاً مسلمانوں کے حلق سے نیچے اتریں۔ مسٹر یادو کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ بابری مسجد کے انہدام کی جتنی ذمہ دار اس وقت مرکز کی نرسمہاراؤ سرکار تھی اتنی ہی ذمہ دار اترپردیش کی کلیان سنگھ سرکار تھی اور اس حقیقت کو تو سپریم کورٹ نے بھی تسلیم کیا جس نے انہدام کی پاداش، حلف نامے کی خلاف ورزی اور آئینی ذمہ داری نہ نبھانے پر کلیان سنگھ کو علامتی ہی سہی ایک دن کی سزا سنائی تھی۔ اس لئے بیان دے دینے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ مسٹر یادو حقیر سیاسی مفادات کے لئے اچانک گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہوئے مسٹر سنگھ کا گن گاسکتے ہیں ان کے حق میں الٹی سیدھی صفائی پیش کرسکتے ہیں لیکن حقائق کی تکذیب نہیں کرسکتے وہ بھی ایسے حقائق جن کے بارے میں دو رائے نہیں اور جو ہمیشہ موضوع بحث رہے۔ کلیان سنگھ کا چولا بدلنے کی بات سمجھ میں آتی ہے۔ پارٹی میں جب بھی انہیں اہمیت نہیں دی جاتی اور انہیں حاشیے پر کردیا جاتا ہے تو وہ بی جے پی سے نکل کر کبھی اپنی پارٹی بناتے ہیں تو کبھی دوسری پارٹی میں شامل ہوکر دوسری بولی بولنے لگتے ہیں۔ لیکن کم ازکم سماجوادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو کو اس حد تک نہیں گرنا چاہئے۔ انہیں کچھ بھی بولنے سے پہلے دس بار سوچنا چاہئے کہ جن لوگوں کے ووٹوں کی بدولت وہ اپنی سیاسی نیا پار لگانے کا خواب دیکھتے رہے ہیں۔ ان کا کیا ردعمل ہوگا۔ آج پارٹی کے اندر اور باہر سبھی مسلمان سماجوادی پارٹی میں کلیان سنگھ کی شمولیت سے ناراض ہیں۔ یہی زخم کیا کم تھا کہ مذکورہ بیان دے کر اس پر مزید نمک چھڑکنے کا کام کیا۔

●●

حکمرانوں کا یہ عمل ملک کو کدھر لے جا رہا ہے؟

پولیس فورس میں سنگھ پریوار کے تربیت یافتہ اور ایجنٹ افراد کی کثرت بھارتی اقلیتوں کے لئے آزادی کے وقت سے ہی تشویش کا باعث رہی ہے جو قسم کھاکر گویا اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہوئے اقلیتوں کو ظلم وزیادتی، جبروستم، اذیت وعقوبت، فرقہ وارانہ فسادات میں کھلے تعصب وجانبداری کا شکار بناتے رہے ہیں۔ تاریخ و ریکارڈ بتاتے ہیں کہ فرقہ وارانہ فسادات کے دوران کھلے عام پولیس کے یہ جوان ہندو فسادیوں کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ ان کی گولیوں کا نشانہ صرف اقلیتی افراد بالخصوص مسلمان ہی بنتے ہیں جن میں جسم کے بالائی حصوں حتیٰ کہ سینہ اور سر کو نشانہ بنایا جاتا رہا ہے، پھر گرفتاریوں، تلاشی اور قانونی کارروائی کے نام پر مقدمات میں بھی مسلمانوں ہی کو پھنسایا گیا اور جب مسلمانوں پر ظلم وستم کی نئی تکنیک ان کو دہشت گرد قرار دیکر انکاؤنٹروں کا سلسلہ شروع کیا گیا تو داد نہ فریاد کھلے فسطائیوں کے ساتھ ساتھ سیکولرزم کا لبادہ استعمال کرنے والے سیاسی حکمرانوں نے بھی پولیس والوں کو اس مشن کے تحت بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے اور پھر فرضی انکاؤنٹروں کی لغویت پر پردہ ڈالنے میں بھی پوری ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا ہے جس کا سب سے بڑا مظہر نئی دہلی کے جامعہ نگر کا بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی نہ صرف مسلمان بلکہ حقوق انسانی کے لئے سرگرم دوسری تنظیمیں بھی پولیس انکاؤنٹروں کو فرضی قرار دے کر اعلیٰ سطحی تحقیقات کے مطالبات کرتی رہی ہیں۔ لیکن معلوم یہی ہوتا ہے کہ ان مڈبھیڑوں کی منصوبہ بندی کچھ پولیس والوں کی سطح پر نہیں بلکہ اعلیٰ سرکاری ذمہ داروں کی سطح سے ہوتی ہے جو کھلے شواہد کے باوجود اپنی رٹ لگاتے رہتے ہیں اور خود اپنے ملک کی عدلیہ اور خفیہ ایجنسیوں سے بھی تحقیقات کرانے سے بچنے کی کوشش میں گویا ان پر بھی عدم اعتماد کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ قانون، عدلیہ اور خفیہ ایجنسیوں کے قابل اعتماد ووثوق ہونے پر مشکوک ومشتبہ تصور کرتے رہے ہیں۔ ان کی توہین اور مورال ڈاؤن کرتے رہے ہیں۔ بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر کے سلسلے میں مرکزی وزیر تک اعلیٰ سطحی انکوائری کے مطالبات کرتے رہے ہیں اور پھر اپنے موقف وبہانوں سے انحراف کرتے آرہے ہیں۔

دہشت گردی کے الزامات نہ صرف مسلمانوں پر بلکہ ان کے دین اسلام اور ان کی مقدس کتاب قرآن کریم پر بھی لگاتے رہتے ہیں اور جبکہ مالیگاؤں کی تحقیقات نہ معلوم کن حالات میں مہاراشٹر اے ٹی ایس کے سربراہ ہیمنت کرکرے نے صحیح سمت پر کراڈالی اور دہشت گردوں کے اصل چہروں کو دنیا کے سامنے پیش کردیا کہ یہ مدرسوں کے مولوی یا حافظ اور یونیورسٹیوں کے جدید تعلیم یافتہ عصری علوم میں ممتاز ڈگریاں حاصل کرنے والے مسلم نوجوان نہیں سادھوی، شنکراچاریہ اور فوجی کرنل ہندو ہیں تو اولاً ہیمنت کرکرے اور ان کے ساتھیوں کو دھمکیاں دی گئیں اور پھر انہیں ان کے ساتھیوں سمیت مارڈالا گیا اور پھر پاکستان کی دہشت گردی کی دہائی دے کر پولیس کے اعلیٰ افسروں کی موت کی اعلیٰ سطحی تحقیقات سے ڈھٹائی کے ساتھ انکار کرکے اس سلسلے میں اٹھنے والے شکوک و شبہات کو تقویت واستحکام عطا کردیے گئے یہاں تک کہ دنیا کی نظروں میں خود کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کرلیا لیکن کمال بے شرمی وبے غیرتی کے ساتھ اپنی رٹ کا سلسلہ جاری رکھا اور اب یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ ہیمنت کرکرے اور ان کے ساتھیوں کو راستے سے ہٹانے کے لئے موت کے گھاٹ اتارنے کا کام اس منصوبے کا حصہ ہے جس کے تحت ہندو دہشت گرد مسلمانوں کا صفایا کرنے، اس سرزمین سے بھاگ جانے پر مجبور کرنے یا پھر ان کے حوصلے توڑ کر انہیں فسطائیوں کے مطالبات کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کی تحریک آزادی کے دوران اور پھر آزادی کے بعد سرتوڑ کوششیں کی گئی تھیں۔ ساٹھ سال کی ان کوششوں میں ناکامی کے بعد اب مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے فسادات کی بجائے قوانین اور قانون نافذ کرنے والی مشنری کا سہارا لیا جارہا ہے۔ چنانچہ ہیمنت کرکرے کی جگہ کے پی رگھوونشی کو اے ٹی ایس کا سربراہ بناکر ان سے حسب منشاء کام کرائے جارہے ہیں جن کے بارے میں خود انصاف پسند اور حق گو ہندو چیخ چیخ کر حقائق کو دنیا کے سامنے پیش کررہے ہیں کہ ہندو دہشت گردوں سے متعلق کیسوں کو کمزور سے کمزور تر کرنے کی تدابیر اور کوششیں کی جارہی ہیں۔ مالیگاؤں بم دھماکوں کے سلسلے میں گرفتار ہندو دہشت گردوں کے سنگھ پریوار سے روابط کی تفتیش نہیں کی جارہی ہے حتیٰ کہ استغاثہ کرنے والے دفاع کررہے ہیں۔ جارج شیٹ میں بے شمار خامیاں اس لئے چھوڑ دی ہیں تاکہ کیس زیادہ سے زیادہ کمزور ہوجائے اور جو لوگ اسرائیل وتھائی لینڈ اور بیرون ملک سرگرم ہندوتوادی طاقتوں سے سازش کرکے جو خود اپنے مسائل کو نہیں سلجھا پا رہے ہیں بھارت کو بھی اسی طرح کے مسائل میں الجھانے کی کوشش کررہے ہیں۔ وہ جلد ازجلد فسطائی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جیلوں کی بلندوبالا فصیلوں سے باہر آجائیں۔ باوجودیکہ پورا کیس بھارتی آئین ودستور کو تشدد ودہشت گردی کے ذریعے اکھاڑ پھینکنے اور اس کی جگہ بارڈر لائن ہندتو قائم کرنے کی سازش کا ہے۔ اے ٹی ایس کے نئے سربراہ بھارت کے خلاف چھیڑی گئی ہندو دہشت گردی کے الزام کو کالعدم کرنے کی کوشش کررہے ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ وہ اسرائیل وتھائی لینڈ وغیرہ بھارتی حکومت کا تختہ پلٹنے کے لئے صرف بات ہی تو کررہے تھے۔ یہ بات صرف ان کے دماغوں کے اندر تک محدود تھی، وہ بتارہے ہیں کہ ان کا رول صرف مالیگاؤں بم دھماکوں کی تفتیش کرنے تک محدود ہے۔ حالانکہ وہ ہیمنت کرکرے کی جگہ آئے ہیں جو ذمہ داریاں ہیمنت کرکرے کی تھیں وہی ذمہ داریاں رگھوونشی کی بھی ہیں۔ کرکرے نے کام کو جہاں تک پہنچا دیا ہے انہیں اس سے آگے کام کو بڑھانا ہے۔ لیکن انھوں نے خود کو محدود کرتے ہوئے اپنے فرائض سے کھلا انحراف کرتے ہوئے خود کو مالیگاؤں بم دھماکوں تک محدود کرلیا ہے اور کھلے عام اس کا اعلان بھی کررہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ان کی لیگل ٹیم ریکارڈوں کا جائزہ لے رہی ہے اور بعد میں تین یا چار افراد کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے۔ اگر ہم ملک کے خلاف بغاوت اور جنگ کا چارج لگاتے ہیں تو کیس کمزور پڑسکتا ہے۔ ہم قانونی طور پر ریکارڈوں کا جائزہ لے رہے ہیں۔ ان الزامات کے تحت بعد میں علیٰحدہ سے قانونی کارروائی کرسکتے ہیں۔

یادرہے کہ ۲۰۰۶ء میں مالیگاؤں بم دھماکوں کے فوراً بعد اس سلسلے کی تفتیش اولاً خود رگھوونشی ہی نے ایک پولیس افسر کی حیثیت سے اپنے ہاتھ میں لی تھی اور بہت سے مسلم نوجوانوں کو پکڑ کر انہیں عقوبتیں دی تھیں اور ذلت ورسوائی سے دوچار کیا تھا تب عوام کے زبردست احتجاج پر یہ کیس سی بی آئی کے حوالے کیا گیا تھا۔ اب اے ٹی ایس کے سربراہ کی حیثیت سے دہشت گردانہ کارروائیوں پر اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے وہ پھر اپنی سابقہ روش پر گامزن ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ وہ خود کررہے ہیں یا ان کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ فرائض سونپے گئے ہیں؟ گرفتار شدہ ہندوتوادیوں سے روابط کا سنگھ پریوار بشمول بھارتیہ جنتا پارٹی نے انکار کیا ہے تو کیا اسرائیل کے حکمرانوں کی راہ پر چلتے ہوئے خود بھارتی حکمرانوں نے ہندوتوادی دہشت گردوں کو اس مشن پر لگایا ہے؟ بھارتی حکمرانوں کو خود اپنے آپ کو قابل اعتماد ثابت کرنا ضروری ہے۔

●●

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کے فیصلے

جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس مورخہ ۲۴؍تا ۲۶؍جنوری ۲۰۰۹ء منعقدہ مرکز جماعت دہلی میں درج ذیل فیصلے کئے ہیں: (۱) جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اسلام اور مسلمانوں کے اہم مفادات کے تحفظ اور ملک و باشندگان ملک کو درپیش مسائل کے حل کے لئے ایک سیاسی پارٹی کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ پارٹی کا نام، مقاصد، ڈھانچہ، اسٹریٹجی اور دیگر تفصیلات مرتب کرنے کی غرض سے کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ جماعت کے جو ارکان اور متوسلین اس سلسلے میں کوئی تجویز یا مشورہ دینا چاہتے ہوں وہ اپنی رائے تحریری شکل میں کنوینر کمیٹی ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس کے نام مرکز جماعت، نئی دہلی کے پتے پر روانہ فرمادیں۔ (۲) آئندہ ماہ اپریل کے اوائل میں انشاء اللہ جماعت کی مجلس نمائندگان کا وسط مدتی اجلاس منعقد ہوگا جس میں دستور جماعت میں ترمیم سے متعلق مرکزی مجلس شوریٰ کی سفارشات پر بھی غور وفیصلہ کیا جائے گا۔ اس کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے جو متعلقہ تجاویز پر غور کرکے مجلس شوریٰ میں پیش کرے گی۔ اس سلسلے میں جو ارکان کوئی تجویز پیش کرنا چاہتے ہوں تو وہ تحریری شکل میں مرتب کرکے کمیٹی کے کنوینر ڈاکٹر محمد رفعت صاحب کے نام مرکز جماعت، نئی دہلی کے پتے پر اس طرح روانہ فرمائیں کہ ماہ فروری کے آخر تک ان کو موصول ہوجائیں۔ (۳) سرمایہ دارانہ استعمار مخالف مہم انشاء اللہ ۲؍تا ۱۱؍اکتوبر ۲۰۰۹ء میں چلائی جائے گی۔ اس کی تیاریاں حسب سابق جاری رہیں گی، تیاریوں کے ذیل میں بعض بڑے شہروں میں سمپوزیم اور سیمیناروں کا اہتمام کیا جائے گا۔ (۴) آل انڈیا اجتماع ارکان انشاء اللہ ۹؍تا ۱۱؍اپریل ۲۰۱۰ء دہلی میں ہوگا۔ اجتماع کے ناظم جناب مجتبیٰ فاروق صاحب سکریٹری مرکز ہوں گے۔ اجتماع کا پروگرام بنانے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔

نصرت علی
قیم جماعت

امریکی مسلمانوں کے دشمن نہیں / اوبامہ

واشنگٹن۔ امریکی صدر بارک حسین اوبامہ نے کہا ہے کہ امریکی مسلمانوں کے دشمن نہیں ہیں۔ صدر کے عہدے کا حلف اٹھانے کے بعد اپنے پہلے باقاعدہ ٹی وی انٹرویو میں صدر بارک اوبامہ نے دوبئی سے نشر ہونے والے العربیہ ٹی وی سے کہا کہ امریکہ سے کچھ غلطیاں ہوئی ہیں اور صورتحال سے نمٹنے کے لئے اس نے جو حکمت عملی اختیار کی تھی وہ بہترین نہیں تھی۔

اپنے انٹرویو میں صدر نے کہا کہ ان کے مشرق وسطیٰ کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر فوراً توجہ دینے کی ضرورت ہے اور اسی لئے مسٹر میچل کو بھیجا گیا ہے تاکہ وہ تمام اہم فریقوں سے بات کرسکیں۔ اگرچہ انھوں نے اسرائیل کی حمایت کا اعادہ کیا لیکن ساتھ ہی کہا کہ اسرائیل کو کچھ مشکل فیصلے کرنے ہوں گے اور یہ کہ ان کی حکومت اسرائیل پر یہ فیصلے کرنے کے لئے دباؤ ڈالے گی۔ 'ہم اسرائیلیوں کو یا فلسطینیوں کو یہ تو نہیں بتاسکتے کہ ان کے لئے کیا بہتر ہوگا لیکن انہیں کچھ تلخ فیصلے کرنے ہوں گے۔ لیکن میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ دونوں کو اس بات کا احساس ہو کہ جس راستے پر وہ چل رہے ہیں وہ ان کے عوام کو خوشحالی اور سیکورٹی کی طرف نہیں لے جاسکتا۔ انھوں نے کہا کہ ایسے اسرائیلی بھی ہیں جو قیام امن کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اگر دوسرے فریق کی طرف سے بھی سنجیدگی ہو تو وہ قربانیاں دینے کو بھی تیار ہیں۔

صدر اوباما نے اگرچہ کسی نظام الاوقات کا تعین نہیں کیا لیکن اس یقین کا اظہار کیا کہ قیام امن کی راہ میں پیش رفت ہوسکتی ہے۔ ایران کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ وہ (ایران) اپنے رویے میں نرمی پیدا کرے تو بھی دوستی کا ہاتھ بڑھانے کو تیار ہیں۔

دہشت گردی کی فریاد

ابونصر فاروق، خطیب، جامع مسجد، پٹنہ

ٹیلی ویژن اور اخباروں کی تازہ ترین خبر یہ ہے کہ ”طالبان جس علاقے پر قابض ہوگئے ہیں وہاں انہوں نے خواتین کے تعلیم گاہ جانے پر پابندی لگادی ہے۔ عورتوں کے لئے حجاب کا استعمال لازمی قرار دے دیا ہے۔ اسکولوں کی عمارت کو مسمار کردیا ہے۔ مردوں کو فرمان جاری کیا ہے کہ وہ ٹوپی پہننا اور داڑھی رکھنا شروع کریں۔ سنیما بینی اور گانے بجانے کو حرام قرار دے دیا ہے اور بسوں میں فلم دکھانے اور گانا بجانے پر خودکش حملوں کی دھمکی دی ہے۔ خوف زدہ ہوکر موٹر کار والوں نے اپنی گاڑیوں سے میوزک سسٹم ہٹانا شروع کردیا ہے۔ پاکستان کا مغربی حصہ بھی ان کے زیر اثر آگیا ہے اور وہاں کی پولیس اور انتظامیہ بھی بے بس نظر آرہی ہے۔“ اور ان سب کے آخر میں اس کو دہشت گردی سے جوڑا گیا ہے۔

یہ باتیں کتنی درست ہیں اور کتنی غلط اس کی تصدیق کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ مگر اتنا معلوم ہے کہ ان باتوں سے متاثر ہوکر ایک اہل قلم نے ایک طویل مضمون میں اسلام میں عورتوں کی تعلیم کی اہمیت کے عنوان پر زبردست طریقے سے لکھا ہے اور طالبان کے اقدام کو غلط قرار دیا ہے۔ نہیں معلوم کہ موصوف شریعت اسلامی کے کتنے پابند ہیں۔ ان کی دینی معلومات کا ماخذ کیا ہے اور ان کا اسلامی علم کس قدر معتبر اور مستند ہے۔ اسلام نے جو تعلیم دی ہے اس کے مطابق جب تک کسی خبر کی تصدیق نہ ہوجائے اور مکمل معلومات فراہم نہ ہوجائیں اس پر کوئی تبصرہ کرنا، اس سے خوش گمان یا بدگمان ہونا گناہ ہے، اس لئے حتمی طور پر ان باتوں کے متعلق کچھ کہنا مشکل ہے اور اس کے بغیر طالبان کے اقدام کی تعریف یا برائی تو ممکن نہیں ہے۔ لیکن ٹیلی ویژن کے اس ٹیلی کاسٹ کو دیکھ کر کچھ ایسے سوالات ضرور پیدا ہوتے ہیں جن کو غیر جانبداری اور انصاف پسندی کی ترازو میں تولنے کی جی چاہتا ہے۔

پہلی بات: تعلیم کو اسلام فرض قرار دیتا ہے۔ اس لئے عورتوں کی تعلیم پر پابندی لگانا اور ان کو تعلیم سے محروم کرنا بالکل غیر اسلامی اور غیر انسانی کام کہا جائے گا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”تعلیم عورتوں کی ضروری تو ہے مگر خاتون خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں۔“ جو عورت سبھا کی پری بنتی ہے اس کا خاندانی نظام تباہ ہوجاتا ہے۔ اس کا شوہر اس کی خدمات کو ترسنے لگتا ہے، اس کے بچے ماں کے رہتے ہوئے یتیم جیسی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کا پورا خاندان گھر میں عورت ہونے کی برکت سے محروم ہوجاتا ہے۔ اگر پابندی تعلیم پر نہیں سبھا کی پری بننے پر لگائی گئی ہے تو یہ بھی عین اسلامی عمل ہے۔ کوئی مسلمان اور انصاف پسند انسان اس کو برا نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ اس اقدام کو بھی مبارک ہی کہا جائے گا جس کے نتیجے میں خاندانی نظام بہتر طریقے سے استوار ہونے لگے۔ غیر جانبدارانہ اور انصاف پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حقائق معلوم کئے جائیں جن کی بنیاد پر خواتین کے تعلیم گاہ جانے پر پابندی لگائی گئی ہے اور کیا سرے سے ان کا تعلیم پانا ہی ممنوع قرار دیا گیا ہے یا تعلیم پانے کچھ کے لئے شرائط اور حدود طے کئے گئے ہیں۔

دوسری بات: جہاں تک نقاب پہننے کا تعلق ہے تو ہر باخبر آدمی جانتا ہے کہ اسلام عورتوں کو حجاب میں رہنے کا حکم دیتا ہے۔ بے حجاب عورت کے بارے میں شریعت نے اتنی شدید وعید سنائی ہے کہ کوئی اہل ایمان عورت بے حجاب ہونے کی جرأت نہیں کرسکتی۔ حجاب کی تعلیم قرآن میں موجود ہے۔ اس لئے کسی بھی مسلک اور فرقے کا مسلمان حجاب کے خلاف کچھ بول ہی نہیں سکتا، کیونکہ مسلمان چاہے کسی فرقے کا ہو قرآن کے کتاب الٰہی ہونے پر اس کا ایمان ہے۔ ایمان کا تقاضا یہ بھی ہے کہ قرآن کی ہر بات کو بے چوں وچرا مانا جائے۔ قرآن کے کسی ایک حکم پر بھی اگر کوئی اعتراض کرے گا تو وہ اسلام کے دائرے سے خارج قرار دیا جائے گا۔ وہ مسلمان ہی باقی نہیں رہے گا۔ جہاں تک حجاب کا تعلق ہے اس کی کوئی ایک متعین شکل نہیں ہے۔ ہر قوم اور قبیلے کی عورت اپنی قوم اور قبیلے کے رسم ورواج کے مطابق حجاب اختیار کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اگر کسی علاقے میں پرانے طرز کا برقعہ پہننے کا رواج ہے تو اس کو فرسودہ نہیں کہا جاسکتا اور اس کو پسماندہ ہونے کی علامت نہیں بتایا جاسکتا۔ جدید دور میں ہر مرد اور عورت کو اپنی پسند کا فیشن کرنے کا حق اور اختیار حاصل ہے۔ جب عورتوں کے عریاں ہوکر جلوس نکالنے پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی اور فلموں میں شہوانی جذبات کو بھڑکانے والے رقص کرنے پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا تو پھر کسی عورت کے پرانے طرز کا برقعہ پہننے پر اعتراض کیا معنی رکھتا ہے؟

تیسری بات: اسکول کی عمارت کو مسمار کرنا یقیناً ایک وحشیانہ فعل ہے، لیکن پہلے اس حقیقت کو جاننا ہوگا کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ ساری دنیا جانتی ہے کہ اجودھیا میں صدیوں پرانی جیتی جاگتی آباد مسجد پہلے غیر آباد کی گئی اور پھر اسے دن دھاڑے ڈنکے کی چوٹ پر شہید کردیا گیا اور اس پر کسی شرمساری کا اظہار نہیں کیا گیا بلکہ اس کو ایک فخریہ کارنامہ بتایا گیا۔ جب کسی قوم کے جیالے اپنے ملک میں بزور طاقت یہ کارنامہ انجام دے سکتے ہیں تو کسی اور سبب کے تحت کسی علاقہ کے لوگ کسی عمارت کو مسمار کردیتے ہیں تو اس کو تعلیم سے جوڑ کر فتنہ بنانے کی کیا ضرورت ہے اور خاص کر جب کہ اس کا تعلق مسلمانوں سے ہو۔ اگر ایسا ہوتا کہ علاقہ کے ہر اسکول کی عمارت منہدم کردی گئی ہوتی اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ ہی بند کردیا گیا ہوتا تب ایسا عمل تشویش کی بات ہوسکتا تھا۔

چوتھی بات: داڑھی رکھنا اور ٹوپی پہننا اسلامی شعائر میں آتا ہے، فرائض میں نہیں۔ اس کے مقابلے میں نماز فرض ہے۔ ٹوپی اور داڑھی سے زیادہ ضروری نماز کی پابندی ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ سعودی عرب میں جہاں اسلامی شریعت کا پاس ہوتا ہے ہر مسلمان کے لئے نماز کے اوقات میں سب کام چھوڑ کر نماز ادا کرنا فرض ہے۔ جو مسلمان نماز کے وقت کوئی دوسرا کام کرتا ہوا دکھائی دے گا اس پر تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ خبر میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ داڑھی ٹوپی وضروری قرار دینے کے ساتھ نماز بھی فرض کی گئی ہے یا نہیں۔ اگر نماز پڑھنے یا نہیں پڑھنے کی آزادی ہے اور ٹوپی داڑھی کی پابندی کو فرض کردیا ہے تو یقیناً یہ ایک غیر اسلامی فعل کہا جائے گا۔ لیکن اگر نماز ادا کرنا بھی فرض کردیا گیا ہے تب تو کہا جائے گا کہ مسلمان ہونے کی جو شرط ہے اس کی پابندی کرائی گئی ہے اور یہ ایک مستحسن اقدام ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ جب نیک لوگ اقتدار میں آئیں گے تو وہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے۔

محض نماز کی پابندی کرانا ادھورا اسلام ہے۔ اس کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی فرض ہے۔ نماز ایک انفرادی عمل ہے۔ نماز پڑھنے والے کو بہت سی برائیوں سے بچنا اور متقی وپرہیزگار بننا پڑتا ہے۔ ایک ایسا نیک اور متقی انسان دنیا کے لئے رحمت ثابت ہوتا ہے زحمت نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ ایک معاشرتی اور سماجی اصلاح وفلاح کا پروگرام ہے۔ اس سے معاشرے کے محتاج اور معذور افراد کی زبردست امداد واعانت ہوتی ہے۔ نماز اور زکوٰۃ کے نظام کو کسی طرح بھی ملعون اور مکروہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ جب نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرانے پر سعودی عرب کو طعنہ نہیں دیا جاسکتا تو پھر دوسروں کے خلاف ہنگامہ کیوں؟ جب کولکاتا میں مسجدوں کے اندر لاؤڈ اسپیکر سے اذان دینے پر پابندی لگادی گئی، جب کہ پورے ہندوستان میں اس کی آزادی ہے تو اس وقت یہ عمل غیر مہذب اور وحشیانہ نہیں معلوم ہورہا تھا؟ اس وقت انصاف اور انسانیت کی دہائی دینے والے کہاں چھپے ہوئے تھے؟

پانچویں بات: اسلام کے بارے میں جاننے والے جانتے ہیں کہ گانے بجانے کو اور عورتوں کی ننگی تصویریں دیکھنے کو شریعت ممنوع قرار دیتی ہے۔ اسلامی بنیادوں پر جو نظام بھی بنے گا وہ اپنے دائرۂ عمل میں اس کو ممنوع قرار دے گا۔ ہر گروہ کو اختیار ہے کہ وہ اپنے دینی ومذہبی قانون کی پابندی کرے، دوسروں کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ سب جانتے ہیں کہ مردوں کی شادی مردوں سے نہیں ہوسکتی ہے۔ مرد کا مرد کے ساتھ جنسی عمل کرنا ایسا مذموم فعل ہے جس کے نتیجے میں لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا اور پوری قوم تباہ کردی گئی۔ امریکہ میں بزور قانون اس گھناؤنے عمل کو جائز کردیا گیا ہے۔ جب امریکہ پر دنیا اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتی تو مسلمانوں کے اپنے مذہبی قانون کی پابندی کرنے پر یہ واویلا کیوں مچایا جارہا ہے۔ جب مغرب میں بچیوں پر اسکارف نہیں پہننے کی پابندی لگائی جارہی تھی تو اس وقت عورتوں کے مسیحا کہاں تھے۔ اس وقت یہ عمل انہیں ظالمانہ نہیں لگ رہا تھا؟

اگر ان باتوں کا موازنہ ہم اپنے ملک سے کریں تو معلوم ہوگا کہ یہاں تو حالات اس سے بھی زیادہ خراب ہیں۔ مہاراشٹر کے اندر شیوسینک غنڈے بہار کے لڑکوں کو اس طرح پیٹتے ہیں کہ ان کا وہاں امتحان دینے کے لئے جانا دوبھر ہوجاتا ہے۔ مراٹھی اور غیر مراٹھی کی تفریق کو خود معروف سیاست کار ملک دشمنی سے تعبیر کرنے لگتے ہیں، مگر اس پر کوئی واویلا نہیں ہوتا۔ راجستھان کے اندر ایک قبیلہ شاہراہ کو بطور احتجاج اس طرح بند کردیتا ہے کہ قریبی دوسری ریاستوں سے اس کا ناطہ ٹوٹ جاتا ہے ریاستی اور مرکزی حکومت تماشائی بنی رہتی ہے۔ عوام کو کس قدر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا اس کو کون نہیں جانتا۔ انتہا یہ ہوگئی کہ قانونی عدالت نے ریاست حکومت سے کیفیت طلب کیا کہ اس کا تدارک کیوں نہیں کیا گیا، لیکن ان باتوں کا ہمارے میڈیا نے کوئی خاطرخواہ نوٹس نہیں لیا، جیسے کہ یہ ایک معمولی بات ہو۔ آسام کے اندر بہاریوں کے ساتھ شدید ظلم وزیادتی کی گئی۔ یقیناً یہ عمل ملکی سلامتی اور اتحاد ویکجہتی کو پارہ پارہ کرنے والا تھا لیکن اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ گجرات کے اندر مسلمانوں کا قتل عام ہوتا رہا اور اب مہاراشٹر کے اندر وہی تاریخ وقفے وقفے سے دہرائی جارہی ہے۔ لیکن یہ کوئی وحشیانہ اور ظالمانہ عمل نہیں ہے۔ اس کے خلاف بولنے کی میڈیا کی ہمت نہیں، اس کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہے۔ کیا اس لئے کہ یہ ہمارا اندرونی معاملہ ہے؟

ہم طالبان کی حمایت کرنے کے موقف میں نہیں ہیں اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، لیکن اس بات پر ہم اپنے شدید ردعمل اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات اور شعائر کو دہشت گردی سے جوڑنا کھلم کھلا ظلم وزیادتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ عورتوں کی تعلیم کے حدود تعلیم کے نظام میں اصلاح، گانے بجانے پر پابندی، نماز، زکوٰۃ اور داڑھی ٹوپی کی پابندی اسلامی امور میں ہے اور جب اسلامی امور کو دہشت گردی سے جوڑا جائے گا تو ایک ایمان کا حامل غیرت مند مسلمان خاموش نہیں رہ سکتا، وہ اس کے خلاف آواز اٹھائے گا۔ اسلام عدل وانصاف کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو ظلم وزیادتی سے بچنے کی تلقین کرتا ہے، لہٰذا مسلم ملت ہمیشہ ظلم وزیادتی کے خلاف آواز اٹھائے گی۔ جو لوگ مسلمانوں کو ظلم وزیادتی کا طعنہ دیتے ہیں مگر اپنوں کی زیادتی پر خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں۔ ان کو دوسروں کی داڑھی کا تنکا تلاش کرنے سے پہلے اپنی آنکھوں کا شہتیر دیکھنا چاہئے۔ قومی اور ملکی مفاد کی دہائی دے کر عدل وانصاف کا خون کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسلام پسند لوگ کسی بھی اسلامی امر کو دہشت گردی سے جوڑنے کی شدید مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ میڈیا کے ایسے گمراہ کن ٹیلی کاسٹ اور قومی اخباروں کی مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے والی خبروں کی اشاعت پر ملکی صحافتی قانون کے دائرے میں سخت نوٹس لیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

امریکہ کے نئے صدر بارک اوبامہ خود کو اگر بارک حسین اوبامہ کہنے پر اصرار کرتے ہیں تو اس میں حقیقی اسلام پسندوں کے لئے خوشی کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ اگر اپنا نام حسین احمد رکھ لیں تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اصل چیز ناموں کی تبدیلی نہیں ہے، اصل چیز اچھا عمل ہے۔ اگر اوبامہ صاحب یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ اب عراق اور افغانستان جیسے ملکوں کے نہتے اور بے قصور عوام پر امریکی فوج مظالم نہیں ڈھائے گی، امریکہ اب ترقی پذیر ممالک کی اقتصادیات میں بیجا مداخلت کرکے ان کو پریشان نہیں کرے گا، امریکہ کی اسلحہ ساز کمپنیاں اپنا اسلحہ بیچنے کے لئے ترقی پذیر ممالک کو آپس میں لڑانے والا ماحول میڈیا کے ذریعہ نہیں پیدا کریں گی، امریکہ کسی ترقی پذیر ملک کو قرض دے کر اس کو اندرونی طور پر اپنا غلام بنانے کی کوشش نہیں کرے گا تو یقیناً ہم ایسی باتوں کو آفرین کہہ سکتے ہیں اور امریکہ کے نئے صدر کو ایسے خوش آئند اقدام کے لئے مبارک باد دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ سب کچھ نہیں ہونے والا ہے۔ امریکہ کی خارجہ پالیسی وہی رہے گی جو پہلے رہی ہے تو بارک اوبامہ کے بارک حسین اوبامہ کہلانے سے کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا۔

کیسس کلے اور مائکل جیکسن جیسے لوگ جب مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں تو حقیقی اسلام پسندوں کو کوئی خوشی نہیں ہوتی کیونکہ اسلام پسندوں کے نزدیک مسلمانوں کی تعداد کا بڑھنا بے معنی چیز ہے۔ اسلام پسند اگر کسی غیر مسلم کو اسلام کی تعلیمات کے پڑھنے سمجھنے اور اپنانے کی دعوت دیتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھ جائے بلکہ اس لئے کہ ان کے عقیدے اور ایمان کے مطابق اس پوری کائنات کا ایک ہی حقیقی مالک اور پروردگار ہے۔ جس کا اصلی نام اللہ ہے۔ اس نے دنیا کے سارے انسانوں کے لئے ایک ہی دین بھیجا ہے جس کا نام اسلام ہے۔ اس کا جو بندہ اسلام کی پابندی اور پیروی کرتا ہے وہ اس کی رحمت کا حقدار بنتا ہے۔ اس کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جاتی ہیں اور جو لوگ اس کے خلاف شیطان کی بندگی اور پیروی کرتے ہیں ان کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوجاتی ہیں۔ اس کا اندازہ اور احساس ان کو اس وقت ہوتا ہے جب ان کی جسمانی طاقت اور قوت جواب دے جاتی ہے اور وہ موت کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن وہاں پہنچ کر اس راستے سے واپسی ان کے لئے ممکن نہیں ہوتی۔ انسانی ہمدردی اور خیرخواہی کا تقاضا ہے کہ انسانوں کو شیطان کے چنگل سے نکال کر رب العالمین کی بندگی سے جوڑا جائے۔

اسلام پسند یہ عمل غیر مسلموں کے ساتھ بھی کرنا چاہتے ہیں اور نام نہاد مسلمانوں کے ساتھ بھی جو پیدائش کی وجہ سے مسلمان تو کہلاتے ہیں لیکن اسلام کی پابندی کرنے سے آزاد رہتے ہیں اور یہ عمل وہ بھائی چارے اور خیر خواہی کے جذبات کے زیر اثر کرنا چاہتے ہیں۔ کسی تعصب اور تنگ نظری کی وجہ سے نہیں۔

اسلام پسندوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی پوری انسانی آبادی ایک خاندان ہے۔ سب آپس میں بھائی بھائی اور رشتے دار ہیں۔ اخوت اور بھائی چارے کا تقاضا ہے کہ اپنے بھائی بندوں کو تباہی کے راستے کی طرف جانے سے روکا جائے اور ان کو خیر وفلاح کی راہ دکھائی جائے۔ دعوت وتبلیغ اور افہام وتفہیم کے ساتھ ساتھ موقع ہو تو اس کار خیر کے لئے اختیار اور طاقت کا استعمال بھی فرض ہے اور اس فرض سے چشم پوشی کے نتیجے میں ایمان ہی

بقیہ صفحہ ۸ پر

اگر ان باتوں کا موازنہ ہم اپنے ملک سے کریں تو معلوم ہوگا کہ یہاں تو حالات اس سے بھی زیادہ خراب ہیں۔ مہاراشٹر کے اندر شیوسینک غنڈے بہار کے لڑکوں کو اس طرح پیٹتے ہیں کہ ان کا وہاں امتحان دینے کے لئے جانا دوبھر ہوجاتا ہے۔ مراٹھی اور غیر مراٹھی کی تفریق کو خود معروف سیاست کار ملک دشمنی سے تعبیر کرنے لگتے ہیں، مگر اس پر کوئی واویلا نہیں ہوتا۔ راجستھان کے اندر ایک قبیلہ شاہراہ کو بطور احتجاج اس طرح بند کردیتا ہے کہ قریبی دوسری ریاستوں سے اس کا ناطہ ٹوٹ جاتا ہے ریاستی اور مرکزی حکومت تماشائی بنی رہتی ہے۔

اسرائیلی ننگی جارحیت ”جنگ بندی“ کیسے ہوگئی؟

پروفیسر محمد شکیل صدیقی

غزہ پر مسلسل بائیس روز تک اسرائیلی فضائی اور زمینی حملوں کے بعد اٹھارہ جنوری کو اسرائیل نے یک طرفہ طور پر ”جنگ بندی“ (سیز فائر) کا اعلان کردیا ہے ”جنگ بندی“ کی اصطلاح عموماً دو فریقوں کے درمیان جنگ کو روکنے کے لئے استعمال ہوتی ہے، لیکن حملہ آور صرف ایک فریق ہو اور وہ دوسرے فریق کے نہتے، کمزور، بے سروسامان اور معصوم ومظلوم لوگوں پر میزائل اور بم برسا رہا ہو اور دوسرا فریق ان حملوں سے صرف اپنا بچاؤ کررہا ہو تو اس کو ہرگز جنگ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ تو یکطرفہ حملے اور جارحیت ہے۔ اس لئے اگر غزہ میں جاری اسرائیلی جارحیت کو روکنے کو ”جنگ بندی“ قرار دیا جارہا ہے تو یہ دنیا کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے۔ اسرائیل نے بائیس روز تک غزہ میں جنگ نہیں کی بلکہ فلسطینیوں کا وحشیانہ قتل عام کیا ہے، اور اس قتل عام میں ممنوعہ کیمیائی ہتھیار استعمال کرکے بدترین جنگی جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔

بائیس روزہ اسرائیلی جارحیت اور حملوں میں پندرہ سو کے لگ بھگ فلسطینی مسلمان شہید ہوئے ہیں۔ ان میں ایک بڑی تعداد معصوم وشیرخوار بچوں، عورتوں اور بزرگوں کی ہے جنہیں ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا ہے، گھروں میں محصور کرکے دھوکے سے قتل کیا گیا ہے۔ اسرائیلی حملوں میں غزہ کی بستی کھنڈر اور ملبے کا ڈھیر بن گئی ہے۔ بڑی تعداد میں مساجد، اسکول، اسپتال اور حماس کے سرکاری اور تنظیمی دفاتر اور مفاد عامہ کے مراکز اور تنصیبات تباہ کردیے گئے ہیں۔ اسرائیلی حملوں کے بعد بھی ملبے سے لاشوں اور زخمیوں کو نکالنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اسرائیلی حملوں میں زخمی ہونے والوں کی تعداد چھ ہزار سے زیادہ ہے۔ ان میں ایک بڑی تعداد ایسے افراد کی ہے جو اپنی آنکھوں، پیروں اور ہاتھوں سے محروم ہوچکے ہیں اور آئندہ معذوری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوں گے۔ اسرائیلی حملوں میں ہزاروں فلسطینیوں کی شہادت، معذوری اور بربادی بدترین انسانی المیہ ہے۔ اسرائیل کے ساٹھ سالہ جارحیت کی تاریخ میں غزہ کی بستی پر حالیہ حملے بدترین ظالمانہ اور وحشیانہ جارحیت تھی۔ غزہ پر اسرائیل کی حالیہ جارحیت کا مقصد فلسطین میں حماس کی سیاسی وعسکری قوت کا خاتمہ اور حماس کی جگہ اسرائیل اور امریکہ نواز محمود عباس کی الفتح کو برسراقتدار لانا تھا۔ حماس کے خاتمے کا مقصد فلسطین کی تحریک آزادی اور آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کی کوششوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا تھا، کیوں کہ حماس کی موجودگی میں محفوظ اسرائیلی ریاست اور مشرق وسطیٰ میں ناپاک امریکی عزائم پورے نہیں ہوسکتے۔ اسرائیلی وزیراعظم ایہود اولمرٹ نے نام نہاد جنگ بندی کے موقع پر اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل نے بائیس روزہ حملوں میں جنگ کے اصل مقاصد حاصل کرلئے ہیں۔ یہ بھی ایک گمراہ کن جھوٹ، ہزیمت اور خجالت ہے، جس کا ثبوت اسرائیلی وزیر خارجہ اور اسرائیلی انٹیلی جنس چیف کا یہ اعتراف ہے کہ اسرائیل حماس کو مکمل طور پر کچلنے میں ناکام رہا ہے اور حملوں کے مقاصد حاصل نہیں کرسکا ہے۔ اسرائیل کی جنگی حملوں میں ناکامی فی الحقیقت فلسطینی شہیدوں کے لہو اور ان کی قربانیوں، صبر اور حماس کی غیر متزلزل مزاحمت کی فتح اور نصرت ہے۔

اسرائیل نے غزہ پر حملہ ایک ایسے وقت پر کیا جب امریکہ انتقال اقتدار کے عمل سے گزر رہا تھا، بش انتظامیہ نے جاتے جاتے آخری وار بھی مسلمانوں کے خلاف کیا، صدر بش نے اسرائیلی حملے کی ذمہ داری حماس پر ڈال کر روایتی اسلام دشمنی کا ثبوت دیا۔ بائیس روزہ اسرائیلی حملوں کے دوران نومنتخب صدر بارک حسین اوبامہ نے بھی خاموشی اختیار کئے رکھی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ بش انتظامیہ اور نومنتخب صدر دونوں کی حمایت اور سرپرستی اسرائیل کو حاصل تھی۔

بش انتظامیہ نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں جو کردار ادا کیا وہ بھی اس بات کا غماز ہے کہ اسرائیلی حملوں میں امریکہ کی مکمل تائید وحمایت حاصل تھی۔ نام نہاد جنگ بندی سے صرف چند گھنٹے قبل امریکی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس نے اپنا آخری سرکاری دورہ اسرائیل کا کیا اور اسرائیل کے ساتھ مفاہمت کی جس یادداشت پر دستخط کئے اس کا مقصد بھی غزہ میں حماس کو ہتھیاروں کی فراہمی کے تمام راستوں کو مسدود کرنے اور اسرائیل کو مزید مضبوط ومستحکم بنانے کی کوشش تھی۔ غزہ پر اسرائیل کی بائیس روزہ جارحیت امریکی حمایت وسرپرستی کے بغیر ممکن نہیں تھی۔ اب جب کہ امریکہ میں انتقال اقتدار کا عمل مکمل ہوچکا ہے، بارک حسین اوباما نے اپنے عہدے کا حلف لے لیا ہے اور اپنے افتتاحی خطاب میں مسلم دنیا کے ساتھ احترام اور نئے رابطوں اور راستوں کے ساتھ نئے تعلقات کے آغاز کی نوید دی ہے۔ ہر چند کہ نئی امریکی انتظامیہ سے مسلم دنیا کو کسی خیر کی توقع نہیں ہے تاہم بارک اوباما مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے اور مسلمانوں میں امریکہ کے خلاف پائی جانے والی حقارت ونفرت کو کم یا ختم کرنے کے لئے اپنے قول کو کس حد تک نبھاتے ہیں اس کا علم واندازہ بہت جلد ہوجائے گا۔

غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے دوران عرب اور غیر عرب مسلم ممالک نے جس بے حسی کا مظاہرہ کیا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے۔ ایک بھی ایسا مسلمان ملک سامنے نہیں آیا جس نے اسرائیل کی مذمت اور حماس کی حمایت میں کوئی ٹھوس قدم اٹھایا ہو۔ تمام مسلم ممالک زبانی جمع خرچ کرتے رہے یا غزہ کی بربادی کا تماشا دیکھتے رہے۔ غزہ میں پندرہ فلسطینی مسلمان عربی اور عجمی قومیت کی بھینٹ چڑھ گئے۔ وطنی قومیت کے مفادات اور خود غرضی کے مظاہر قطر کانفرنس (دوحہ کانفرنس)، شرم الشیخ اجلاس (مصر) اور کویت کانفرنس میں سامنے آگئے ہیں۔ اس تمام صورت حال میں مسلم امہ کا مثالی اتحاد اور فلسطینیوں کے ساتھ مثالی یک جہتی مسلم امہ کی نشاۃ الثانیہ اور بیداری کی علامت اور امید وروشنی کی کرن ہے اور اس کا راستہ استعماری ایجنٹوں سے نجات ہے۔ اسرائیل نے جس نام نہاد جنگ بندی کا اعلان کیا ہے وہ دراصل نئی جنگ کا آغاز ہے جو اس وقت تک جاری رہے گی جب تک غاصب استعماری طاقتوں سے آزادی حاصل نہیں کرلی جاتی۔

غزہ میں اسرائیلی جارحیت کے خلاف حماس کی استقامت اور مزاحمت ایک ایسا پہلو ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ آج کچھ عناصر اسرائیلی جارحیت اور فلسطینیوں کے جانی ومالی نقصان کا ذمہ دار حماس کو قرار دے رہے ہیں۔ یہ وہی عناصر ہیں جو فلسطین میں امریکہ اور اسرائیل کے عزائم کو پورا ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ حماس نے فلسطینیوں کی آزادی اور فلسطین کی ترقی وخوش حالی کے لئے اپنی قیادت کی قربانی پیش کی ہے۔ شیخ احمد یاسین، عبدالعزیز رنتیسی اور حالیہ اسرائیلی جارحیت میں وزیر داخلہ سعید صیام اور ان کے بھائی وبچوں کی شہادت ایسا ثبوت ہے جو عصری تاریخ میں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتا۔ جس تحریک کی قیادت خود اپنی قربانیاں پیش کررہی ہو، اس کے پیرو کار اسے تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر حماس غلطی پر ہوتی تو جنگ بندی کے بعد ہزاروں فلسطینیوں نے غزہ میں فتح کی جو ریلی نکالی، وہ نہ نکالتے۔ جنگ بندی کے بعد غزہ میں نکلنے والی ریلی یہ پیغام ہے کہ فلسطینی حماس کے پرچم تلے متحد ہیں۔ حماس کی قربانی اور جذبہ اسلامی تحریکوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

●●

عازمین حج کے ساتھ سراسر ناانصافی

محمد احمد کاظمی

فریضہ حج کی ادائیگی ہر مسلمان کی دلی تمنا ہوتی ہے۔ ہندوستان بھر سے ہر سال سوا لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ عازمین حج کا سفر کرتے ہیں۔ ہندوستان میں تمام امور کی ذمہ داری حج کمیٹی آف انڈیا کی ہے جب کہ سعودی عرب کی سرزمین پر پہنچنے کے بعد تمام امور کی ذمہ داری جدہ میں واقع کاؤنسلیٹ جنرل آف انڈیا کی ہے۔ ان میں سے کچھ امور پر سعودی عرب حکومت کی جانب سے مامور معلم کا کنٹرول ہے۔

ان تمام اداروں کے ذمہ دار افراد کا یہ حال ہے کہ حاجی کو پیش آنے والی مشکلات کی شکایت سامنے آنے پر اس کی ذمہ داری دوسرے ادارے پر ڈال کر حاجی کو بیچارہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ایک مضمون میں حج میں ہونے والی تمام مشکلات کا ذکر مشکل ہے لیکن میں کوشش کروں گا کہ مختصراً ہی صحیح اس کا ذکر ہوجائے۔ میں دہلی سے اضافی کوٹے کے تحت حج کی آخری فلائٹوں میں سے ایک میں گیا تھا۔ ۲۸ نومبر کی صبح ڈیڑھ بجے دہلی کے حج ٹرمینل سے پرواز اڑی جو جدہ میں صبح کے اوقات میں ہی پہنچ گئی۔ ہمارے گروپ میں موجودہ پانچ افراد نے پہلے سے ہی جحفہ میقات پر جانے کی خواہش درج کرا رکھی تھی۔ جدہ پہنچنے پر ہندوستانی کارکنوں سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی اطلاع حج کمیٹی نے انہیں پیشگی نہیں دی ہے۔ بہرحال جدہ ایئر پورٹ پر پورا دن انتظار کرنے میں گزرا۔ بعد میں ہم نے خود جحفہ جانے کا انتظام کیا اور اگلے دن صبح تقریباً تین بجے مکہ میں اس عمارت پر پہنچے جہاں ہمیں رہنا تھا۔ عام طور پر عازمین حج دہلی ایئر پورٹ سے ہی احرام باندھ لیتے ہیں۔

مکہ کے عزیزیہ علاقہ میں عمارت نمبر ۷۰۰ میں ہمارے رہنے کا انتظام تھا۔ عمارت پر پہنچنے پر معلوم ہوا کہ جو کمرہ حج کمیٹی کے ذریعہ ہمارے لئے طے تھا اس میں کوئی اور حاجی صاحب پہلے سے رہ رہے ہیں۔ اس وقت ہندوستانی کونسلیٹ کے تحت کام کرنے والے اسٹاف نے ہمیں بتایا کہ ممبئی میں حج کمیٹی نے ایک ہی کمرے کو کئی بار الاٹ کیا ہے۔ اس وجہ سے حاجیوں کو یہ مشکلات آرہی ہیں۔ اب سے پہلے ہندوستان کونسلیٹ کے ہاتھ میں یہ کام ہوتا تھا تو کبھی اس قسم کی مشکل نہیں آتی تھی۔ اب نئے کمرے کی تلاش شروع ہوئی۔ ہمارے ساتھ دو ضعیف افراد موجود تھے۔ اب ہم سے کہا گیا کہ ایک کمرے میں تین افراد اور ایک کمرے میں دو افراد رہ لیں۔ لیکن جب اس پر سخت ردعمل ظاہر کیا گیا تو ایک کمرہ مہیا کیا گیا جس میں سبھی پانچوں افراد کو رکھا گیا۔

واضح رہے کہ ہم نے جو رقم حج کمیٹی کو ادا کی تھی وہ گرین یعنی سب سے اعلیٰ درجہ کی رہائش کے لئے ادا کی تھی جب کہ عزیزیہ حرم سے کافی دور واقع ہے اور یہ تیسرے درجہ کی رہائش تھی۔ جب ہم نے اس پر سوال کیا تو بتایا گیا کہ جو رقم اضافی دی گئی ہے وہ حج کمیٹی واپس کردے گی۔ لیکن ہندوستان پہنچنے پر ہمیں کہا جارہا ہے کہ کوئی رقم واپس نہیں ملے گی۔

سعودی حکومت کی جانب سے مقرر کردہ معلم کی خدمات کا یہ حال ہے کہ حج کے پورے سفر کے دوران حاجی معلم سے ملاقات نہیں کرپاتا۔ اصولی طور پر معلم کا کام حج کے ارکان سے واقفیت کرانا اور ان میں پیش آنے والی مشکلات کو حل کرنا ہوتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ سعودی حکومت ویزا دیتے وقت یہ ہر خاتون کے ساتھ ایک محرم ہونے کی شرط پر عمل کرتی ہے۔ حج کے دوران اس بات کا قطعی خیال نہیں رکھا جاتا۔ مکہ میں رہائش کے دوران ایک کمرے میں ۵-۶ افراد کو رکھا جاتا ہے اس میں اکثر الگ الگ کنبوں کے اور ناآشنا افراد ایک ہی کمرے میں سونے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شوہر بیوی اور تین دیگر مرد ایک ہی کمرے میں رہیں۔

اس سے بھی زیادہ غیر معمولی اور غیر شرعی حالات میں حاجیوں کو منیٰ میں رہنا پڑتا ہے۔ منیٰ حالانکہ مکہ شہر سے باہر واقع ہے لیکن شہر میں توسیع اور حاجیوں کی تعداد میں ہورہے اضافے کے سبب جگہ کی تنگی ہے۔ وہاں حاجیوں کو جن میں اجنبی خواتین ومرد بھی شامل ہیں۔ بمشکل تمام دو فٹ چوڑی اور ساڑھے چار فٹ لمبی جگہ فی کس ملتی ہے۔ اس سے زیادہ جگہ مردہ کو قبر میں مل جاتی ہے۔ آپ کے برابر

باقی صفحہ ۸ پر

معاشی مندی اور اسلامک بینکنگ

سید زاہد احمد

آج ہمارے ملک کے لئے جتنا سنگین مسئلہ دہشت گردی کا ہے اتنا ہی اہم مسئلہ معاشی مندی کا بھی ہے جسے دور کرنے کے لئے وہی سیاسی جرأت درکار ہے جو دہشت گردی کے خلاف نظر آرہی ہے۔لیکن جہاں دہشت گردی پر ہر فیتا خود کو دوسرے سے برتر ثابت کرنا چاہتا ہے معاشی مندی سے لڑنے کے لئے کوئی تیار نہیں دکھتا۔ بین الاقوامی معاشی مندی کے اثر سے ہندوستانی معیشت کو بھی نقصان ہورہا ہے۔ کئی لوگ خودکشی کرچکے ہیں اور لاکھوں لوگوں پر بیروزگاری کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔لیکن اس معاشی مندی سے لڑنے کے لئے سرکار کتنی سنجیدہ ہے اس کا اندازہ اسی بات سے لگتا ہے کہ ایسے نازک موقع پر سرکار نے وزیر مالیات کو مندی سے لڑنے کی بجائے دہشت گردی سے لڑنے پر لگا دیا اور مندی کو روکنے کے اقدام کا اعلان کرنے کی بجائے وزیر اعظم، آر بی آئی کے گورنر اور پلاننگ کمیشن کے نائب صدر کئی بار کہہ چکے ہیں کہ معاشی مندی آئندہ سال اور بڑھے گی اور ترقی کی شرح کم ہوگی۔ سرکار کی جانب سے ایسے بیانات کے بعد کس سے معاشی مندی دور کرنے کی امید کی جاسکتی ہے۔

افسوس یہ کہ عوام بھی اتنے بے پروا ہیں کہ سرکار کو اس کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ ہی نہیں کراتے اور کھیل تماشا میں مست رہنا چاہتے ہیں۔ ملک کے نام پر ہندتو کے لئے کام کرنے والی تنظیم آر ایس ایس نے کبھی اس پر کوئی آواز نہیں اٹھائی کیونکہ اس کو بھی کارپوریٹ سیکٹر سے مدد ملتی ہے تو ان کے خلاف کیسے کچھ کہے؟ ٹی وی چینلس پر بھی جو سماجوادی پروگرام آتے ہیں ان میں اس پر کوئی بات نہیں کہی گئی کیونکہ ٹی وی چینلس کو بھی کارپوریٹ سیکٹر ہی چلاتا ہے اور کسان اور غیر منظم کمپنیوں کے پاس ٹی وی چینلس کو دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ ورنہ جب ملک کے سربراہ یہ کہتے ہیں کہ آنے والے سال میں مندی اور بڑھے گی اور معاشی ترقی کی رفتار اور کم ہوگی تو کوئی ان سے یہ پوچھنے کی جرأت کیوں نہیں کرتا کہ اس کا آپ نے کیا حل تلاش کیا؟ کیوں غریب مزدوروں کے نام پر سیاست کرنے والی جماعتوں نے سرکار کی جانب سے اب تک کئے گئے اقدام کا جائزہ لے کر سرکار سے مناسب اقدام کرنے کو نہیں کہا؟ شاید ان جماعتوں کو یہ اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی سیاسی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ عوام کو بھی معاشی ترقی کے اقدام سے زیادہ دلچسپی سیاسی، سماجی اور مذہبی معاملات میں ہے۔

پچھلے ساٹھ برسوں سے ملک کی معاشی پالیسیوں میں کارپوریٹ سیکٹر کا اہم دخل رہا ہے اور انہی کو سامنے رکھ کر مالیاتی اور معاشی پالیسیاں تیار کی جاتی رہی ہیں۔ جس کے نتیجے میں کسانوں اور چھوٹے کاروباریوں کے مفادات نظر انداز ہوتے رہے ہیں۔ ملک کا ۹۳ فیصد مزدور زراعت اور غیر منظم سیکٹر میں کام کرتا ہے جہاں قانونی دشواریاں زیادہ اور مالی سہولیات کم ہیں۔ اگر منظم سیکٹر کی کوئی بڑی کمپنی ایک نیا پروجیکٹ شروع کرنا چاہے تو اسٹاک مارکیٹ سے غیر سودی سرمایہ حاصل کرسکتی ہے، جس پر نہ سود کا خرچ ہوگا اور نہ نقصان کی بھرپائی کا ڈر۔ لیکن غیر منظم سیکٹر کے کسی غریب کاروباری کو اگر ایک دکان بھی لینی ہو تو سود کے بار تلے دب کر مرنا ہوگا اور نقصان کی حالت میں قرقی کا خطرہ اسے الگ سے پریشان کرے گا۔ ایسی حالت میں معاشی جمہوریت کہاں رہی جب ملک کے منظم سیکٹر کی مالیاتی سہولیات کے لئے اسٹاک مارکیٹ کام کرتا ہے اور زراعت اور غیر منظم سیکٹر کو نہ صرف اسٹاک مارکیٹ سے محروم رہنا پڑتا ہے بلکہ ان کو مزید قانونی اڑچنوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زراعت سے جڑے کسان غریب رہے اور غیر منظم سیکٹر کی زیادہ تر چھوٹی کمپنیاں وقت کے ساتھ بڑھ نہیں پائیں اور ان میں کام کرنے والے مزدور غریب رہ گئے۔ نتیجتاً کارپوریٹ سیکٹر کی ترقی کے باوجود ہندوستان ایک غریب ملک بن کر رہ گیا ہے۔

موجودہ سرکار کو جب خیال آیا کہ ملک میں سب سے زیادہ لوگ زراعت سے وابستہ ہیں تو ان کو خوش کرنے کے لئے کسانوں کے قرض کی معافی کا اعلان کردیا۔ پھر سوچا کہ اس کا اثر شہروں پر نہیں پڑے گا تو سرکاری کرمچاریوں کی تنخواہ بڑھا دی گئی۔ سرکار کو یہ بھی خبر ہے کہ ملک کا مسلمان انتخابات میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اس لئے مسلمانوں کے لئے کچھ مالی مدد کا اعلان بھی کیا۔ اب سرکار کو کون سمجھائے کہ قرض کی معافی یا تعلیمی وظائف سے کسی غریب کا پریوار نہیں پلتا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ غربت دور ہوتی ہے غریب کی آمدنی سے جس کے لئے ذریعہ معاش کا بہتر ہونا ضروری ہے اور ذریعہ معاش کو بہتر بنانے کے لئے مالیاتی اور معاشی قوانین غریبوں کے موافق ہونے چاہئیں۔ مگر اب تک کسی سیاسی جماعت نے اس طرف توجہ نہیں دی کہ ملک کا مالی نظام کس طرح چھوٹے اور غیر منظم کاروباریوں اور کسانوں کی معاشی ترقی کے آڑے آرہا ہے۔ کیوں کسی نے اب تک یہ نہیں کہا کہ جس طرح کارپوریٹ سیکٹر کو اسٹاک مارکیٹ سے شیئر کے ذریعے غیر سودی سرمایہ دستیاب ہوتا ہے، اسی طرح کسانوں اور غیر منظم کاروباریوں کو بھی اگر اسٹاک مارکیٹ سے ممکن نہیں ہے تو بینکوں کے ذریعے غیر سودی سرمایہ دستیاب کرایا جائے تاکہ وہ بھی کارپوریٹ سیکٹر کی طرح معاشی ترقی کے لئے مطلوبہ سرمایہ بغیر سودی اخراجات اور نقصان کے خوف کے حاصل کرسکیں۔ اس کی وجہ یہ رہی ہے کہ ملک کی معاشی یا مالیاتی پالیسیوں کو تیار کرنے میں ہمیشہ سے کارپوریٹ سیکٹر کا دخل رہا ہے اور کارپوریٹ سیکٹر کبھی یہ نہیں چاہتا کہ جس طرح انہیں اسٹاک مارکیٹ سے سرمایہ دستیاب ہوتا ہے، اسی طرز پر غیر منظم کمپنیوں اور کاشتکاروں کو بھی غیر سودی سرمایہ دستیاب ہو پائے ورنہ کہیں وہ ترقی کرکے ان کے مقابلے میں نہ آجائیں۔

لیکن جمہوریت میں ایک مقام ایسا آتا ہے جب عوام سماجی، سیاسی اور مذہبی طرز پر معاشی اور مالیاتی امور میں بھی یکسانیت تلاش کرتے ہیں۔ اب وہ مقام ہندوستانی معیشت میں بھی آرہا ہے جب ملک کا کسان اور غیر منظم کاروباری بھی کارپوریٹ سیکٹر کو ملنے والی مالیاتی سہولیات کو خود کے لئے بھی چاہتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جس طرح منظم کمپنیوں کو اسٹاک مارکیٹ سے غیر سودی سرمایہ دستیاب ہوتا ہے، غریب کسانوں اور غیر منظم کاروباریوں کو بینکوں سے غیر سودی سرمایہ دستیاب کرایا جائے تاکہ وہ سود کے اخراجات اور نقصان کی حالت میں ترقی کے اندیشے سے بےفکر ہوکر اپنے کاروبار کو آگے بڑھا کر منظم کمپنیوں کو چیلنج دے سکیں۔ ان کو یہ سہولیات اس وقت تک دستیاب نہیں ہوسکتیں جب تک سیاسی جرأت سے کام لیتے ہوئے بینکنگ ایکٹ میں تبدیلی نہ لائیں کیونکہ اسٹاک مارکیٹ چھوٹے کاروباریوں کی مدد نہیں کرسکتی، اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان کو بینکوں سے مدد دلائی جائے۔

بین الاقوامی معاشی مندی کی حالت میں کارپوریٹ سیکٹر اور منظم کمپنیوں کے لئے بازار میں مندی بڑھنے سے ان پر اپنی پیداوار (خواہ اشیاء ہوں یا خدمات) کی لاگت کم کرنے کا دباؤ بھی بڑھا ہے تاکہ وہ اپنی پیداوار کم قیمت پر فروخت کرسکیں۔ آج سٹہ بازاری اور بے ایمانی نے اسٹاک مارکیٹ کو اس لائق نہیں چھوڑا کہ وہ منظم کمپنیوں کو مزید سرمایہ مہیا کراسکیں۔ وہیں جب کمپنیوں پر خرچ کم کرنے کا دباؤ ہو تو سودی قرض لے کر کمپنیاں اخراجات نہیں بڑھا سکتیں۔

ان حالات میں بینکوں کے سودی قرض کی مانگ میں کمی آنا لازم ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے سود کو منافع قرار دینے والے بینک اب سود کی شرح گھٹا کر سودی قرض خواہوں کو لبھانے کی کوشش کررہے ہیں۔ لیکن مندی کی مار سے پریشان کمپنیوں کو حالات کے لحاظ سے غیر سودی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے نہ کہ سودی قرضوں کی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بینک غیر سودی جمع رقم کے بغیر کہاں تک سود کی شرح گھٹاتے ہیں اور کتنا سودی قرض کا بازار بڑھا سکیں گے؟ امریکی فیڈرل ریزرو نے تو بینکوں کے لئے سود کی شرح صفر کرکے بھی دیکھ لیا مگر مالی بحران پر قابو نہیں پایا جاسکا۔ دیکھیں ہندوستان کی مندی میں آر بی آئی بینکوں کے لئے سود کی شرح کتنا اور کم کرتا جائے گا؟ سود کی شرح کو اوپر نیچے کرکے مالی نظام چلانے والے ماہر مالیات کو یہ بات کب سمجھ میں آئے گی کہ موجودہ معاشی مندی کی وجہ ہی سودی نظام اور بے ایمانی ہے اس لئے معاشی مندی سے نپٹنے کے لئے سود کی شرح کم کرنے کی بجائے غیر سودی نظام کو اپنانا ضروری ہے۔

ہندوستان کی معیشت کی ایک خاصیت یہ ہے کہ اس میں گھریلو بازار بہت بڑا ہے، جسے دیکھ کر بین الاقوامی سرمایہ دار بھی ہندوستان میں سرمایہ کاری کے لئے صف بستہ ہیں۔ ملک کی بڑی آبادی زراعت اور غیر منظم سیکٹر سے وابستہ ہے جس کی ضروریات بین الاقوامی بازار سے نہیں بلکہ مقامی بازار سے پوری ہوتی ہے۔ لیکن زراعت اور غیر منظم سیکٹر سے وابستہ کاروباریوں میں مالی جوکھم اٹھانے کی سکت نہیں کے برابر ہوتی ہے اس لئے وہ بھی سودی قرض لینے سے ڈرتے ہیں اور اگر لے بھی لیں تو خودکشی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ چونکہ ان کی مالی ضروریات کے لحاظ سے اسٹاک مارکیٹ بڑا پڑ جاتا ہے، اس لئے اگر سرکار ان کی چھوٹی مالی ضرورتوں کے لئے بینکوں کے ذریعے غیر سودی سرمایہ کی دستیابی کی راہ نکال لے تو اس مندی کے دور میں یہ لوگ اپنی زراعت اور کاروبار کو مطلوبہ سرمایہ لگا کر آگے بڑھا سکیں گے اور بہتر آمدنی حاصل کرسکیں گے۔ اس طرح جہاں ملک کے زراعت اور غیر منظم سیکٹر میں پیداوار بڑھ سکے گی وہیں غریبوں کی آمدنی بھی بڑھنے کی وجہ سے بازار میں خرید و فروخت بڑھے گی اور معاشی مندی کی لعنت دور ہوسکے گی۔ خیال رہے کہ غریب عوام بینکوں سے سودی قرض لے کر اپنے اخراجات نہیں بڑھا سکتے، اس لئے اگر بازار سے مندی کم کرانی ہے تو سرکار کو کوشش کرنی ہوگی کہ منظم سیکٹر کی بجائے غیر منظم سیکٹر میں کام کرنے والوں کی آمدنی بڑھ سکے جن کے خرچ کے لئے آمدنی ہمیشہ کم پڑتی ہے۔ لیکن آر بی آئی اس کا اختیار نہیں رکھتا کہ بینکوں کو غیر سودی کاروبار کرنے کی اجازت دے سکے۔

اب تک غیر سودی بینک کاری اور سرمایہ کاری کو اسلامک بینکنگ سے منسوب کیا جاتا رہا ہے اور یہی وجہ رہی ہے کہ آج تک قانون میں اس کی اجازت نہیں دی گئی۔ حال میں پلاننگ کمیشن کی ایک کمیٹی (جس کی سربراہی پروفیسر رگھورام راجن کر رہے تھے) نے ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار غیر سودی بینک کاری کی حمایت بھی کی تو مسلمانوں کے عقیدے کو سامنے رکھتے ہوئے۔ اس کمیٹی کو بھی غیر سودی بینک کاری اور سرمایہ کاری کی معاشی افادیت کا اندازہ نہیں رہا۔ ملک کے ماہر معاشیات غیر سودی بینک کاری کی حکمت کو سمجھ کر اگر ملک کی معاشی ترقی کے لئے غیر سودی بینک کاری کی حمایت کرتے تو شاید آج ملک کی حالت بہت بہتر ہوتی۔

ملک میں اب تک غیر سودی سرمایہ کا اہم ذریعہ اسٹاک مارکیٹ رہا ہے جو آج سٹہ بازاری اور بے ایمانی کی وجہ سے ملک کی مالی ضرورت کی تکمیل سے قاصر ہے۔ اب معیشت کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے سرکار کو چاہئے کہ بینکنگ ایکٹ میں تبدیلی لاکر بینکوں کو چھوٹی رقم کے لئے غیر سودی سرمایہ کاری کی اجازت دے تاکہ بینکیں اپنی استطاعت کے لحاظ سے چھوٹے چھوٹے غیر سودی سرمایہ کاری کے پروجیکٹ پر سرمایہ لگاسکیں اور کمپنیوں کو مندی سے لڑنے میں مدد کرسکیں۔ مثلاً اگر اسٹاک مارکیٹ تین کروڑ سے کم کی مالی ضروریات کے لئے کسی کمپنی کی مدد نہیں کرسکتی ہے تو بینکوں کو اجازت دی جائے کہ وہ نہ صرف غیر سودی رقم جمع کراسکیں بلکہ تین کروڑ روپے سے کم کا غیر سودی سرمایہ چھوٹی کمپنیوں اور کسانوں کو فراہم کرسکیں تاکہ ان کی ضروریات پوری ہوسکیں۔ اس طرح جہاں کمپنیوں کو مندی سے لڑنے میں مدد ملے گی وہیں بینکوں کے لئے نیا بازار کھلے گا اور وہ غیر سودی سرمایہ کاری کے ذریعے اپنے کاروبار کو نیا رخ دے سکیں گے۔

لیکن اس سے پہلے سرکار کو وہ سیاسی جرأت جتانی ہوگی جس سے وہ غیر سودی بینک کاری کو ملک کی معاشی ضرورت کے طور پر پارلیمنٹ میں پیش کرسکے اور اسلام مخالف جماعتوں کو یہ سمجھا سکے کہ اس سے آج نہ صرف معیشت مندی سے باہر آئے گی بلکہ زراعت اور غیر منظم سیکٹر جس سے ملک کے

باقی صفحہ ۸ پر

ایک انار، فائدے بے شمار

حکیم قاضی ایم اے خالد

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں انار بھی ایک بڑی نعمت ہے جس کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے: (ترجمہ): ”ان دونوں میں میوے ہوں گے اور کھجور اور انار۔ تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے“۔ انار کے سلسلے میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”انار کھاؤ“ یہ معدہ کو حیات نو عطا کرتا ہے“۔ راوی حضرت علی ابن القیم)۔ حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انار کی بابت دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کوئی انار نہیں ہوتا کہ جس میں جنت کے اناروں کا دانہ شامل نہ ہو۔

انار ایک حیرت انگیز پودا ہے۔ پھل سمیت اس کے تمام اجزاء کے انتہائی طبی فوائد ہیں۔ اس کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے اور یہ ایک مکمل طبی غذا ہے۔ اس میں بڑی مقدار میں شکر (گلوکوز) سمیت مختلف حیاتین موجود ہیں خصوصاً تھائمین، ریبو فلیوین، وٹامن سی، ایسکاربک ایسڈ، فاسفورس، سوڈیم، کیلشیم، سلفر، آگزیلک ایسڈ، کیروٹین وغیرہ کی کافی مقدار انار میں موجود ہوتی ہے۔

انار کا جوس ایک فرحت بخش غذا ہے جو دل کے امراض میں خاص طور پر مفید ہے۔ میٹھا انار قبض کشا ہوتا ہے جبکہ کچھ کھٹاس والے انار معدے کے ورم اور دل کے درد کے لئے بےحد مفید ہیں۔

انار سے تیار شدہ خالص شربت Dyspepsia میں فائدہ مند ہے۔ اسہال یا خونی پیچش میں مبتلا مریضوں کے لئے پچاس گرام انار کا جوس ایک بہترین دوا ہے۔ جسمانی کمزوری، خون کی کمی (انیمیا)، یرقان، بلڈ پریشر، خونی بواسیر اور ہڈیوں وجوڑوں کے درد (Arthriits) وغیرہ میں انار کے طبی فوائد آیورویدک، طب یونانی مشرقی اور طب مغربی ایلوپیتھک میں بھی باقاعدہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ شہد کے ہمراہ انار کا رس Biliousness میں کمی لاتا ہے۔

انار کی ذائقے کے حوالے سے کئی اقسام ہیں۔ میٹھا انار، کھٹا انار، کھٹا میٹھا انار، بعض انار کے دانوں میں گٹھلی نہیں ہوتی یا بالکل معمولی سی ہوتی ہے۔ اسے انار بے دانہ کہتے ہیں۔ رنگ کے حوالے سے بھی انار کئی اقسام کا ہوتا ہے۔ بعض انار کے دانے سفید، بعض کے سرخ، بعض کے گلابی اور بعض کے ارغوانی اور زعفرانی رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ سب سے بہتر انار کابل کا ہے، اس کے بعد اس کی اچھی اقسام پاکستان، ترکی، ایران، ہندوستان، شام، مراکش اور اسپین وغیرہ میں بھی پیدا کی جاتی ہیں۔ انار کو عربی میں رمان، فارسی، ہندی اور اردو میں انار، سنسکرت اور بنگالی میں ڈاڈم، رکت بیج، گجراتی میں داڈیم، سندھی میں داڑھوں، کشمیری میں ڈائن، انگلش زبان میں Pomegranate، فرانسیسی میں Granade، روسی زبان میں Granat، جرمن میں Granataptel، اطالوی زبان میں Melagrana، عبرانی میں Rimmon، ہسپانوی میں Granada، یونانی میں Roa اور لاطینی زبان میں Puncia Granatum کہا جاتا ہے۔

انار کی جڑ کی چھال کو پانی میں ابال کر مریض کو پلانے سے Tape Wrom سمیت پیٹ کے تمام کیڑے ختم ہوجاتے ہیں۔ انار کے پتوں کو سائے میں خشک کرکے پیس لیں اور شہد کے ہمراہ گولیاں بنائیں۔ اس کے چوسنے سے گرمی سے ہونے والے نزلے اور کھانسی کو آرام آجاتا ہے۔ انار کا رس نکسیر کا خون روکنے کے لئے ناک میں ڈالیں تو نکسیر رک جائے گی۔ منھ کے چھالوں میں انار ترش کے رس سے کلیاں کرنے سے آرام آجاتا ہے۔ انار کے خشک پھولوں کو پیس کر دانتوں پر ملنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں اور پائیوریا کا خون رک جاتا ہے۔ بھوک نہ لگتی ہو تو انار کے رس کو شہد میں ملاکر استعمال کرنے سے بھوک لگنا شروع ہوجاتی ہے۔ انار کے چھلکے کو پانی میں بھگوکر اس پانی کے استعمال سے بواسیر کا خون بند ہوجاتا ہے۔ انار کا پھل دل و دماغ کو اس قدر فرحت بخشتا ہے کہ ایک پیغمبرانہ قول کے مطابق اس کے استعمال سے انسان میں نفرت اور حسد کا مادہ زائل ہوجاتا ہے۔ انار کی جڑ کی چھال کو پانی میں ابال کر پینا ٹی بی اور پرانے بخار کو ختم کرنے میں مؤثر ہے۔ یہی پانی ملیریا کے بعد کی کمزوری کو بھی دور کرتا ہے۔ امراض نسواں میں بھی انار کی جڑ کی چھال کا استعمال حتمی علاج سمجھا جاتا ہے۔ انار جگر اور طحال کے لئے انتہائی مفید ہے۔ یرقان، ہیپاٹائٹس، استسقاء میں انار کا جوس بےحد فائدہ مند ہے۔ بعض عورتوں کو حمل کے دوران مٹی کھانے کی عادت ہوجاتی ہے جو کہ انار ترش کے استعمال سے چھوٹ جاتی ہے۔

ترکی میں شادی بیاہ کی تقریبات میں مہمانوں کی خاطر مدارات انار سے کی جاتی ہے۔ اور ایک دلچسپ رسم بھی پوری کی جاتی ہے جس کے مطابق شادی کے فوراً بعد دلہن سے پکے ہوئے انار کو فرش پر پٹخنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ جب انار پٹخا جاتا ہے تو انار کے پھٹنے سے جتنے دانے بکھر جاتے ہیں نئے جوڑے سے اتنی ہی اولادیں ہونے کی پیش گوئی کی جاتی ہے۔

انار کے دانوں کو ایک خاص طریقے سے خشک کیا جاتا ہے۔ اسے انار دانہ کہتے ہیں۔ یہ کئی کھانوں، چٹنیوں اور چورن وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ آیورویدک کا برہت واڑم آشک چورن کا نسخہ درج ذیل ہے۔ یہ پیٹ درد، بدہضمی، اپھارہ (تبخیر معدہ)، اسہال، سنگرہنی اور دیگر امراض شکم اور حاملہ کی قے میں ازحد مفید ہے۔ نسخہ: انار دانہ، مصری، ہر ایک ۱۶۰ گرام۔ طباشیر پانچ گرام، دارچینی، تیزپات، دانہ الائچی خورد، ناگ کیسر، ہر ایک تین گرام۔ سب کا سفوف بنالیں اور تین تین گرام کھانا کھانے کے بعد استعمال کریں۔ ●●

امریکہ کی ہٹ دھرمی اقوام متحدہ کے وجود کیلئے خطرہ

عارف عزیز، بھوپال

بین الاقوامی انسانی برادری کی نمائندہ تنظیم ”اقوام متحدہ کے قیام کو ۶۳ سال ہوچکے ہیں، اس سے قبل جو عالمی ادارہ دنیا کے امن وامان کے لئے ”لیگ آف نیشنز“ کے نام سے وجود میں آیا تھا اس دور کی بڑی طاقتوں کی خودغرضی کے باعث اس حد تک ناکام وبدنام ہوا کہ شاعر مشرق علامہ اقبال کو اس ادارے کی مثال ”قبروں کی تقسیم کے لئے کفن چوروں کی انجمن“ سے دینی پڑی اور اس کے خاتمے پر یہ پھبتی کسی گئی کہ ”یہ ادارہ کسی ایسے مسئلے کو کبھی زیر بحث نہیں لایا جس کو کہ ملتوی نہ کیا جاسکتا ہو“۔

۱۹۴۵ء میں لیگ کے زوال اور محوری طاقتوں یعنی جرمنی، اٹلی اور جاپان کی شکست کے بعد اتحادی ملکوں کے سربراہوں نے ”یالٹہ کانفرنس“ میں امن عالم کے نئے خوابوں، تعمیر عالم کی حسرتوں اور بین الاقوامی سطح پر اخلاق وانسانیت کے تحفظ کے پروگرام کو منظور کیا اور اس طرح ۵۸ برس پہلے ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں جب اس ادارے کا قیام عمل میں آیا تو اس کے ممبروں کی تعداد ۵۴ سے زیادہ نہ تھی۔ اس وقت ایشیا بلکہ پورے مشرق کے چھوٹے چھوٹے اور نسبتاً کمزور ملکوں کی نمائندگی سعودی عرب کے شاہ سعود نے کی تھی اور چونکہ وہ ناتواں اقوام کے نمائندے تھے اس لئے ویٹو پاور کے سلسلے میں بھی نظر انداز کردیے گئے جبکہ مخصوص وفیصلہ کن طاقت امریکہ، برطانیہ، سوویت یونین، فرانس اور قوم پرست چین کے حصے میں آئی، یہ مجلس اقوام کی ابتدا تھی۔

اس سے پہلے عالمی سطح پر دنیا کے جھگڑے نمٹانے اور امن وآشتی کی فضا برقرار رکھنے کا تصور پہلی جنگ عظیم کے ہولناک نتائج نے پیدا کیا تھا اور اسی مقصد سے جنیوا میں ”لیگ آف نیشنز“ قائم ہوئی۔ دنیا بھر کے آزاد ممالک، اس کے رکن تو بن گئے لیکن اس کی غرض وغایت پوری نہ کرنے کی وجہ سے اہم طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہوگئے۔ نتیجتاً دوسری عالمی جنگ کے شعلوں نے تقریباً دو تہائی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، ایٹمی طاقت کے حصول کے بعد تو بنی نوع انسان کے ناپید ہونے کا خطرہ دنیا پر منڈلانے لگا۔ اس پس منظر میں اقوام متحدہ کی تشکیل ہوئی، مگر اس کو قائم کرنے والی بڑی طاقتوں کے سامنے عام انسانوں کی بھلائی سے زیادہ خودغرضی اور خود حفاظتی کے تہہ در تہہ مقاصد تھے، لہٰذا انہوں نے مستقبل میں پیدا ہونے والے تنازعات کو سلجھانے کے لئے جو طریقہ اپنایا اس میں حق استرداد (ویٹو) کے امتیازی اختیارات پر زیادہ زور دے کر گویا فیصلہ کردیا گیا کہ کسی بھی متنازعہ مسئلہ کو طے کرنے کے لئے پانچ بڑی طاقتوں کا اتفاق لازمی ہے جس کا مظاہرہ کرکے گزشتہ ۶۳ برسوں کے دوران امریکہ و کیوبا، فرانس و الجزائر، ہندوستان اور پاکستان کانگو اور کٹنگا، ویت نام و کمپوچیا، سوویت یونین و افغانستان، ایران و عراق، جنوبی افریقہ اور روڈیشیا، برطانیہ وارجنٹینا کے درمیان لڑائی جھگڑے ختم کرانے اور سلگتے مسائل کو حل کرنے، ان کی شدت کم کرنے کی کوششیں ضرور کی گئیں، مگر اس کے ساتھ ہی جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا پرانا قانون بھی دنیا کی سیاست پر حاوی رہا اور افسوسناک امر یہ ہے کہ مجلس اقوام اس قانون یا ہٹ دھرمی کو بےاثر بنانے کے بجائے اکثر وبیشتر اس کی آلہ کار بن گئی، وہ کمیونسٹ چین کی رکنیت اور جنوبی افریقہ کی آزادی کے حل شدہ مسائل ہوں یا مشرق وسطیٰ میں بڑی طاقتوں کے پٹھو اسرائیل کی توسیع پسندی پر روک لگانے کا سوال یا عراق پر پابندیاں عائد کرنے کا مسئلہ، ان تمام امور میں بھینس کو وہی فریق ہانک کرلے جاتے ہوئے دیکھا گیا جس کے پاس لاٹھی تھی، اسی لئے آج اقوام عالم کی طرف سے یہ مطالبہ زور پکڑ رہا ہے کہ اقوام متحدہ کی ہیئت ترکیبی میں بنیادی تبدیلی لاکر چند بڑی طاقتوں بالخصوص امریکہ کی بالادستی کو اس پر سے ختم کیا جائے اور ہندوستان جیسے افرادی قوت کے مالک بڑے ملکوں کو اس میں مؤثر نمائندگی دی جائے تاکہ سوویت یونین کے زوال کے بعد آج دنیا کا جو نیا نقشہ وجود میں آیا ہے اس میں رنگ آمیزی کا کام امریکہ کے ذریعے نہیں اقوام متحدہ کے وسیلے سے انجام پائے، لیکن امریکہ و برطانیہ اس میں مانع بنے ہوئے ہیں۔ وہ اقوام متحدہ کو عراق پر حملے کے لئے استعمال کرچکے ہیں اور ایران پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ اس طرح کی ہٹ دھرمی اقوام متحدہ کی معنویت اور وجود کے لئے آج ایک خطرہ بن گئی ہے۔ ●●

بقیہ: حقوق اولاد

رکھتی ہے۔ اس لئے مسلمان خدا ترس والدین اللہ تبارک وتعالیٰ سے نیک اور صالح اولاد کی دعا کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کی محبوب بنے اور اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلب کا سکون بنے۔

دنیا میں اولاد کی اہمیت اور فائدے تو اظہر من الشمس ہیں۔ لیکن اس کے اخروی فائدے قرآن کریم وسنت میں بھی متعدد جگہ بیان ہوئے ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ اولاد جنت میں جانے کا آسان ذریعہ ہے۔ موت کے بعد انسان کی مہلت عمل ختم ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے پیچھے نیک اور صالح اولاد چھوڑ جائے تو یہ اس کے حق میں صدقہ جاریہ ہوتا ہے، کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے اور اس کی اولاد اس کے حق میں دعائے خیر کرتی ہے، اس کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے مغفرت طلب کرتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے حق میں اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔ سوائے تین چیزوں کے: صدقۂ جاریہ اور وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور نیک اولاد جو اس کے حق میں دعائیں کرتی رہے۔“ (مسلم)

ابن ماجہ کی ایک روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”(کسی وقت) بندے کے درجات بلند کئے جائیں گے تو وہ کہے گا: ”اے میرے رب! میرا یہ درجہ کیسے بلند ہوگیا؟ تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرے بعد تیری اولاد نے تیرے لئے مغفرت کی دعا کی، اس کی وجہ سے یہ درجہ بلند ہوا“۔

قرآن حکیم وسنت رسول کی روشنی میں یہ بات قطعی طور سے ثابت ہوجاتی ہے کہ اسلامی خطوط پر کی گئی اولاد کی تربیت جہاں والدین کے لئے دنیا میں رحمت وسکون کا باعث ہے، وہیں آخرت میں بھی مغفرت اور حصول جنت کا مبارک ذریعہ ہے۔ اگر تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو صاف طور پر نظر آئے گا کہ دنیا میں جتنے بھی کامیاب انسان پیدا ہوئے ہیں ان کی کامیابی میں ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کا ہاتھ ضرور ملے گا۔ انہی کی پرحکمت تعلیم وتربیت اور مناسب توجہ ونگہداشت نے ان کو کامیابی کے بام عروج پر پہنچایا۔ اور وہ آنے والے لوگوں کے لئے مشعل راہ بنے۔ اور آج بھی والدین حقیقی توجہ، حکمت، فکر وتدبر اور دلسوزی کے ساتھ اپنی اولاد کی تربیت کا فریضہ انجام دیں تو یقیناً ان کی محنت کے بہترین نتائج برآمد ہوں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ اولاد کسی کا نام روشن کرے، شہرت و عظمت کی بلندیوں پر پہنچے۔ دنیا میں مال و دولت، جاہ ومرتبہ حاصل کرلے، لیکن یہ ضرور ہوگا، بلکہ یقیناً ہوگا کہ اولاد ایک مثالی اور اچھے انسان کی صورت میں تشکیل پائے گی اور وہ ایک اچھے انسان کی طرح ضرور زندگی گزارے گی۔ وہ ایک مثالی اولاد ثابت ہوگی۔ بہترین ماں باپ بنے گی۔ عمدہ بھائی بہن اور اچھا پڑوسی ثابت ہوگی۔ وہ دنیا میں اپنے والدین کے لئے قلب کا سکون، آنکھوں کی ٹھنڈک، روحانی مسرت کا شادیانہ ہوگی اور مرنے کے بعد ان کے لئے صدقۂ جاریہ بن کر رحمت ومغفرت اور درجہ بدرجہ بلندی اور سرفرازی کا باعث بنے گی اور میدان حشر میں وہ والدین کے لئے شرمندگی کا نہیں بلکہ بے پناہ اجر وفخر کا سبب ثابت ہوگی۔ ●●

اہم خبروں کا اختصار

ملکی

● جگدلپور- ایک سو سے زائد ماؤ نواز نکسلیوں نے بستر ڈویژن کے ضلع دنتے واڑہ میں ۱۲۴ اسپیشل پٹرز اور ایک پٹرول پمپ کو اور کرندول کے علاقہ میں ۲۰ گاڑیوں کو نذر آتش کردیا۔

● نئی دہلی- یوم جمہوریہ کی تقریبات پورے ملک میں جوش وخروش کے ساتھ منائی گئیں۔ نئی دہلی میں اس بار یوم جمہوریہ کی تقریب میں مہمان خصوصی قزاخستان کے صدر نور سلطان نظر بائیف تھے۔ یہ پہلا موقع تھا جب بیماری اور ایمس میں داخل ہونے کی وجہ سے وزیر اعظم تقریب میں شامل نہیں ہوئے اور ان کی ذمہ داریاں وزیر دفاع نے انجام دیں۔

● پٹنہ-قومی سطح پر بہادری کے ایوارڈ سے نوازے گئے ۲۰ بچوں میں بہار کی ۱۴ سالہ بی بی فرزانہ کے لئے وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے اس کی پڑھائی کا بار اٹھانے کا اعلان کیا ہے۔ فرزانہ نے گزشتہ سال کوسی کے سیلاب میں تین بچوں سمیت پانچ لوگوں کو ڈوبنے سے بچایا تھا اور کوسی متاثرین کی مدد کے لئے چندہ کرکے کافی رقم وزیر اعلیٰ ریلیف فنڈ میں جمع کی تھی۔

● نوئیڈا- اترپردیش اے ٹی ایس اور یوپی نے نوئیڈا کے سیکٹر ۹۷ میں نصف شب کے بعد دو مبینہ پاکستانی عسکریت پسندوں فاروق اور ابو اسماعیل کو انکاؤنٹر میں مار گرانے کا دعویٰ کیا ہے۔ کہرے کے باوجود گولی باری میں عسکریت پسندوں کی گاڑی پر گولی کا ایک بھی نشان نہیں پایا گیا۔

● ممبئی-مہاراشٹر اے ٹی ایس نے سمجھوتہ ایکسپریس بم دھماکے کا تعلق مالیگاؤں بم دھماکہ سے جوڑتے ہوئے دیانند پانڈے اور ابھنو بھارت کے کارگزار صدر ریٹائرڈ میجر رمیش اپادھیائے کی بات چیت کے ٹیپ سے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ حیدرآباد کی مکہ مسجد میں ہوئے بم دھماکے میں بھی ان ہی لوگوں کا ہاتھ تھا۔ اس معاملے میں مسلمانوں کے خلاف چلائے گئے مقدمہ میں الزام ثابت نہیں ہوسکا اور تمام ملزمین رہا ہوگئے ہیں۔

● نئی دہلی-صدر جمہوریہ پرتبھا پاٹل نے یوم جمہوریہ کے موقع پر قوم کے نام خطاب میں کہا کہ عالمی اقتصادی کساد بازاری کا اثر ہندوستان پر بھی پڑا ہے لیکن ہمارے اقتصادی نظام میں معاشی ترقی کے راستے پر گامزن رہنے کی بنیادی طاقت ہے۔

● نئی دہلی-یوم جمہوریہ کے موقع پر اس بار دس افراد کو پدم وبھوشن، ۳۰ کو پدم بھوشن ۹۳ کو پدم شری، گیارہ کو اشوک چکر سمیت ۶۷۱ پولیس اہلکاروں کو بہادری کا تمغہ، سی بی آئی کے ۱۶ افسروں کو بھی پولیس میڈیل دیا گیا۔ اس سال کسی کو بھارت رتن نہیں دیا گیا۔

● کلکتہ-مغربی بنگال کے مدرسہ اور اقلیتی ڈیولپمنٹ ویلفیئر کے وزیر ڈاکٹر عبدالستار نے کہا ہے کہ ریاست کے مدارس اب صرف مسلمانوں کے لئے نہیں رہے بلکہ تمام مذہبی فرقوں کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض مدارس میں غیر مسلم طلباء کا تناسب مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ مجموعی طور پر ابھی ان کا تناسب ۲۵ فیصد ہے۔

● نئی دہلی- ذرائع کا کہنا ہے کہ اترپردیش میں لوک سبھا انتخابات کے لئے کانگریس اور سماجوادی پارٹی کے درمیان تقریباً ۷۲ نشستوں پر مفاہمت ہوگئی بقیہ آٹھ نشستوں پر دونوں پارٹیاں دوستانہ لڑیں گی۔

● وجے واڑہ- بی جے پی کے لیڈر ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ یوپی اے کمزور ہوگئی ہے اس لئے کہ بہوجن سماج پارٹی، آر ایس، سی پی آئی، سی پی آئی (ایم) اور ایم ڈی ایم کے جیسی پارٹیاں اس سے علیحدہ ہوگئی ہیں جب کہ ڈی ایم کے سری لنکا میں تملوں کے مسئلے پر دھمکی دے رہی ہے اور بلیک میل کررہی ہے۔

● جموں - جموں وکشمیر کے وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے یوم جمہوریہ کے موقع پر کہا کہ جب جب ہندو پاک کے تعلقات بہتر ہوئے خطہ میں امن اور ترقیاتی کام ہوا اس لئے دونوں ممالک اپنے تعلقات بہتر کریں اس سے خطے کے حالات کو بہتر کرنے میں مدد ملے گی۔

● گوہاٹی - ماضی کی طرح اس سال بھی الفا سمیت چار علیحدگی پسند تنظیموں نے یوم جمہوریہ کا بائیکاٹ کرکے ہڑتال کا اعلان کیا تھا۔ لیکن اس کا زیادہ اثر نہیں پڑا۔

بین الاقوامی

● کولمبو- سری لنکن فوج کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل سرت فونسیکا نے کہا ہے کہ فوج نے باغی تمل ٹائیگرز کے آخری ٹھکانے ملے تیوو کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ اب اسے باغیوں کے سربراہ پربھاکرن کی تلاش ہے۔ اب جنگلوں میں لڑائی چل رہی ہے۔ گزشتہ پچیس برسوں سے فوج اور تمل باغیوں کے درمیان جاری لڑائی میں اب تک کم از کم ۷۰ ہزار لوگ مارے جاچکے ہیں۔

● واشنگٹن- امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے ہندوستان کے ۶۰ ویں یوم جمہوریہ پر ایک پیغام میں کہا کہ پورے ملک میں جب بھی ہندوستانی شہری یوم جمہوریہ کا جشن منارہے ہیں انہیں یہ جاننا چاہئے کہ امریکہ سے بہتر ان کا کوئی دوست اور معاون نہیں ہے۔

● نیویارک-ممتاز دانشور نوم چومسکی نے کہا ہے کہ امریکی صدر بارک اوبامہ نے پاکستان اور افغانستان کے لئے رچرڈ ہالبروک کو خصوصی نمائندہ بنا کر بش کی پالیسی کو قبول کرلیا۔ ہالبروک کا گزشتہ ریکارڈ داغدار ہے۔ انہوں نے مشرقی تیمور میں انڈونیشیا کے باشندوں کے ساتھ ناانصافی کی تھی اور بوسنیا کے قتل عام میں اہم رول ادا کیا تھا اور بین الاقوامی عدالت میں جنگی جرائم کے مجرم اعلیٰ بوسنیائی فوجی روڈان کرارڈ کا دفاع کیا تھا۔ انہوں یہ بھی کہا کہ نئے امریکی صدر کے ایجنڈے میں اسرائیلی جارحیت کو روکنا شامل نہیں ہے۔

● برسیلز-مصر نے یورپ پر زور دیا ہے کہ وہ غزہ کی تعمیر میں جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ مدد کرے تاکہ اسرائیل پر سرحد پھر سے کھولنے کے لئے دباؤ بنے، ادھر یورپی یونین کے ادارہ برائے ترقی اور انسانی امداد نے غزہ کی جنگ کے لئے حماس کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

● واشنگٹن- امریکی صدر بارک حسین اوبامہ نے کہا ہے کہ اقتصادی بہتری کے ان کے منصوبے کی کامیابی اور ناکامی کی ذمہ داری ان کی انتظامیہ پر عائد ہوگی۔

● اسلام آباد- پاکستان کے خارجہ سکریٹری سلمان بشیر نے کہا ہے کہ کسی کو بھی پاکستانی حدود کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

● لاہور-حکومت پاکستان نے جماعت الدعوہ کے ہیڈکوارٹر کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور اس کا انتظام چلانے کے لئے ایک سرکاری منتظم مقرر کیا ہے۔

● پرسٹینا-کوسوو کے شمالی قصبے میں یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

● اسلام آباد- پاکستان کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے یوم جمہوریہ کے موقع پر ہندوستان کے وزیر اعظم کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ خطے میں عوام کی ترقی اور خوشحالی کا دور لانے کے لئے پاکستان ہندوستان کے ساتھ تمام مسائل امن کے ساتھ حل کرنے کے اپنے عہد پر قائم ہے۔

● اسلام آباد-ممبئی حملوں کے پس منظر میں پابندیوں کا شکار مذہبی فلاحی تنظیم جماعت الدعوۃ کے سربراہ حافظ محمد سعید نے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل بان کی مون کے نام ایک خط میں سلامتی کونسل کی جانب سے عائد کردہ پابندیاں ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

● بغداد- عراق میں اتحادی فوج کے دو ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہونے سے چار امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

● اسلام آباد- پاکستان کے مشیر توانائی ڈاکٹر عاصم حسین نے کہا ہے کہ ہندوستان، پاکستان اور ایران گیس پائپ لائن منصوبہ پر تینوں ملکوں کے درمیان مذاکرات کا اگلا دور فروری میں ہوگا۔

● لوآنڈا- تیل پیدا کرنے والے ممالک کی تنظیم اوپیک نے کہا ہے کہ اگر عالمی بازار میں خام تیل کے دام ۴۰ ڈالر فی بیرل سے کم ہوتے ہیں تو اس بارے میں مارچ سے پہلے تنظیم کی میٹنگ طلب کی جاسکتی ہے۔ اوپیک نے تیل کے دام کم ہونے پر پہلے تیل کی پیداوار میں ۴۲ لاکھ بیرل یومیہ تخفیف کردی ہے۔

● غزہ- یہاں امدادی کام کرنے والی عالمی امدادی اداروں نے مشترکہ اپیل کی ہے کہ انہیں غزہ پٹی تک بنا کسی رکاوٹ کے جانے دیا جائے۔ دریں مڈل ایسٹ سٹڈی سنٹر کی رپورٹ کے مطابق غزہ پر حملے کے دوران ابتدائی اندازوں کے مطابق زراعت کے شعبوں میں ۱۰ کروڑ ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔

لامحدود کائنات اور ہم

ایم ابراہیم خان

اہل دانش نے اس سوال پر ہزاروں سال غور کیا ہے کہ کیا کائنات میں واحد ذہین مخلوق انسان ہے؟ جدید ترین خلائی تحقیق کی بدولت ماہرین اب کائنات کی گہرائیوں کو کھنگالنے کی سکت رکھتے ہیں۔ طاقتور دوربینوں کی مدد سے نئے سیارے اور ستارے دریافت کرنا بھی ممکن ہوگیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعی ہم زمین اور اس پر بسنے والے تمام جانداروں کی نوعیت سمجھنے کے قابل بھی ہونے والے ہیں؟ ''انفنیٹ ورلڈز'' میں رے ولرڈ اور لینیٹ کک نے اس امر پر بحث کی ہے کہ کائنات میں ہم، انسان، اب تک واحد ذہین مخلوق ہی نہیں، واحد جاندار بھی ثابت ہوئے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ کائنات میں اپنے مقام کے بارے میں سوچنا انسان کا بہترین فلسفیانہ مشغلہ رہا ہے۔ ہزاروں سال سے کائنات کی گہرائیوں اور اس میں انسان کے مقام کے حوالے سے بہت کچھ سوچا جارہا ہے۔ انسان اپنے لئے کوئی ایسا کردار چاہتا ہے جو اسے پوری کائنات میں سب سے نمایاں اور ممتاز کردے۔ فلسفیوں نے انسان کے لئے زیادہ سے زیادہ انفرادیت کے مسئلے پر خوب غور کیا ہے۔ ان کا استدلال ہے کہ انسان انفرادیت کے بغیر صحیح ڈھنگ سے جی ہی نہیں سکتا۔ اس کتاب میں رے ولرڈ اور لینیٹ کک نے بتایا ہے کہ انسان کے لئے کائنات میں منفرد مقام کا تعین قدرت نے بہت پہلے کردیا تھا۔ اب اصل مسئلہ اپنی صلاحیتوں کو پہچاننا اور انہیں بہتر انداز سے پروان چڑھا کر بروئے کار لانے کا ہے۔ آپ کے لئے Infinite Worlds سے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں:

معلوم کائنات میں اب تک انسان کے سوا کسی بھی مخلوق نے اپنے مسکن کو چھوڑ کر خلا کی وسعتوں کو پاٹنے کی کوشش نہیں کی۔ انسان زمین پر رہتا ہے مگر خلائے بسیط کی خبر رکھتا ہے۔ زمین کی حدود سے نکل کر ہم نے نظام شمسی میں اپنے لئے نئے مقام کے تعین کی کوششیں شروع کردی ہیں۔ انسان نے طاقتور اور تیز رفتار خلائی جہاز اور خلائی تجربہ گاہیں تیار کی ہیں۔ اس نے چاند پر بھی قدم رکھ دیا۔ اور انیس سو بیس عیسوی میں ایک بار پھر وہاں جانے کا مصمم ارادہ رکھتا ہے۔ خلائی جہازوں نے کئی سیاروں کا جائزہ لے لیا ہے اور اب ان کی نوعیت اور خواص کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ انسان نے ایسی دوربینیں تیار کی ہیں جو انسانی آنکھ سے ہزاروں گنا صلاحیت رکھتی ہیں۔ ان دوربینوں کی مدد سے کائنات کی وسعتوں کو کھنگالنے میں خوب مدد ملی ہے۔ ابھی سو سال پہلے تک سائنس دانوں کو یقین تھا کہ ہم جس کہکشاں میں رہتے ہیں وہی کائنات ہے اور اس کی حدود سے ہٹ کر کچھ بھی نہیں۔ انہیں یقین ہو چلا تھا کہ کائنات کی عمر تین کروڑ سال ہے اور اس میں دس لاکھ ستارے ہیں۔ اب ہمارا اندازہ ہے کہ کائنات کی عمر تیرہ اعشاریہ سات ارب سال ہے اور اس میں کم وبیش سو ارب کہکشائیں پائی جاتی ہیں اور ہر کہکشاں میں سو ارب ستارے ہیں۔ یہ اعداد وشمار کسی بھی انسان کو حواس باختہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔

ماہرین نے اب تک مختلف ستاروں کے اطراف گردش کرنے والے ایک سو چالیس سے زائد سیارے دریافت کرلئے ہیں۔ سائنس دانوں نے اس کامیابی کی بنیاد پر اندازہ لگایا ہے کہ کائنات میں ستاروں کے گرد چکر لگانے والے، زمین کا سا حجم رکھنے والے، سیاروں کی تعداد دس ارب تک ہوسکتی ہے۔ مگر خیر اب تک یہ معلوم نہیں ہوسکا ہے کہ کائنات میں زمین کے سوا بھی کوئی ایسا مقام ہے جس پر آباد ہوا جاسکے۔ ماہرین دو یا تین عشروں کے بعد کچھ صحیح اندازہ لگانے میں شاید کامیاب ہوسکیں۔ ماہرین نے غیر معمولی طاقت کی حامل دوربینوں سے جائزہ لینے پر پایا ہے کہ کائنات میں طرح طرح کے رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔ دور افتادہ دنیاؤں کے بارے میں حجم اور نوعیت کے حوالے سے قریب ترین درست اندازہ لگانے میں جدید دوربینیں غیر معمولی معاونت کررہی ہیں۔ کائنات کی وسعتوں کا بہتر علم انسان کے تجسس اور ذوق وشوق میں اضافہ کررہا ہے۔ دوسری دنیاؤں کے بارے میں نئی معلومات کائنات سے ہمارے رشتے کو مزید مستحکم اور بامعنی بنانے میں اہم کردار ادا کررہی ہیں۔ انسان کے لئے سب سے بڑا معاملہ یہ ہے کہ وہ کائنات سے اپنے تعلق کا تعین کس طرح کرتا ہے۔ ہر دور کا انسان کائنات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے اور مختلف دور افتادہ دنیاؤں کے بارے میں سوچنے کا عادی رہا ہے۔

کائنات کی اتھاہ گہرائی اور وسعت ہم میں ایک طرف تو وسعت پیدا کرتی ہے اور ہم وسیع تر تناظر میں سوچنے کے قابل ہوتے جاتے ہیں۔ مگر دوسری طرف یہ وسعت ہمیں اس بات کا احساس بھی دلاتی ہے کہ اس بھری کائنات میں ہم تنہا ہیں اور نہ جانے کب تک تنہا ہی رہیں گے۔ کائنات کی نیرنگی ہم میں غیر معمولی تجسس کی راہ ہموار کرتی ہے اور ہم اپنے آپ کو خیالات کی ایک نئی دنیا میں محسوس کرتے جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہزاروں سال سے ہورہا ہے۔ ہر دور کے انسان نے کائنات کے بارے میں نئے انداز سے سوچا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ انسان اور کائنات کے تعلق کو نئے مفاہیم فراہم کرنا ممکن ہو اور ہم اس وسیع کائنات میں اپنے لئے کوئی ایسا مقام حاصل کریں جو کسی اور کو حاصل نہ ہو۔ مگر کیا ہم پہلے ہی منفرد نہیں؟ کیا کائنات کی وسعتوں میں ہم پہلے ہی اکیلے نہیں، یکتا نہیں؟ یہ کائنات اس قدر وسیع اور حیرت انگیز ہے کہ اس کی حشر سامانیوں میں گم ہوکر انسان کبھی کبھی یہ بھی بھول جاتا ہے کہ وہ خود اس کائنات کا ایک منفرد حصہ ہے۔ ہبل اسپیس ٹیلی اسکوپ، ہوائی میں نصب ڈبلیو ایم کیک ٹیلی اسکوپ اور چلی میں نصب ویری لارج ٹیلی اسکوپ کی مدد سے خلائی سائنس دان اور ماہرین فلکیات دور افتادہ کہکشاؤں کا مشاہدہ کررہے ہیں۔ اربوں ستاروں کی روشنی ہم تک اب پہنچ رہی ہے۔ بہت سے ستارے ایسے بھی ہیں جنہیں تلف ہوئے اربوں سال گزر چکے ہیں مگر ہم اب تک نہیں جان پائے کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں۔

کائنات کی آفرینش کے بارے میں اندازہ لگانے والی ہم پہلی نسل ہیں اور ہم ہی کو یہ معلوم ہوسکا ہے کہ زمین اور اس کی سطح پر بسنے والے جاندار اور دراصل اربوں سال کے توانا عمل اور ردعمل کا نتیجہ ہیں۔ ہم حال ہی میں دنیا کے نزدیک ترین سیاروں کی نوعیت اور ساخت کے بارے میں درست اندازہ لگانے کا عمل شروع کرنے کے قابل ہو پائے ہیں۔

اگر ہم یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہوگئے کہ کائنات میں ارضی مخلوق سے ہٹ کر بھی کوئی مخلوق رہتی ہے اور یہ کہ وہ ہم سے ذہین ہے تو یقیناً انسانی زندگی میں ایک بڑا انقلاب رونما ہوگا اور ایک نئی دنیا کے دروازے ہم پر کھلیں گے۔ کائنات میں انسان کی تنہائی اور ممکنہ غیر ارضی مخلوقات کے بارے میں کہانی نویسوں اور ناول نگاروں نے بہت کچھ لکھا ہے اور قیاس کے گھوڑے خوب دوڑائے ہیں۔ کائنات میں زمینی مخلوقات اور بالخصوص انسانوں کی تنہائی کو شاعروں اور فکشن رائٹرز نے ہر دور میں محسوس کیا اور خاص وسعت سے بیان کیا ہے۔ انسان اس بات کے لئے ترستا رہا ہے کہ کسی دوسرے سیارے پر کوئی مخلوق ہو جس سے وہ رابطہ قائم کرکے اشتراک عمل کرسکے۔

پچیس صدیوں پہلے یونان کے فلسفی میٹرو ڈورس نے لکھا تھا ''یہ سوچنا کہ بھری کائنات میں انسان اکیلا ہے اور یہ زمین سے ہٹ کر کہیں بھی زندگی کی کوئی شکل نہیں پائی جاتی، نہایت احمقانہ خیال ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی وسیع وعریض کھیت کے بارے میں کہا جائے یا خیال کیا جائے کہ اس میں اناج کا ایک ہی دانہ اُگے گا۔''

تیرہویں صدی عیسوی میں تھامس ایکوئنس نے کہا تھا ''ہم جس دنیا میں رہتے ہیں وہ اس قدر منفرد اور دلچسپ ہے کہ خدا سے کسی اور دنیا کی تخلیق کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا اور ایسا اس لئے بھی نہیں سوچا جاسکتا کہ ایک انتہائی منفرد دنیا کے ہوتے ہوئے کوئی دوسری بے رنگ سی انسانی دنیا کیوں پیدا کرے گا؟'' ●●

دُعائے مغفرت

● نئی دہلی- پروفیسر بی شیخ علی میسور، سابق وائس چانسلر منگلور یونیورسٹی، گوا یونیورسٹی کی اہلیہ محترمہ، جناب منور حسین، چکمگلور اور جناب ملا لیاقت احمد، ناظم علاقہ جماعت اسلامی ہند میسور کے چچا جناب سید محی الدین بیلگام انتقال فرماگئے۔

رفیق احمد، سکریٹری دعوت ٹرسٹ

● سرائے میر- میرے بڑے بھائی عبدالقیوم صاحب یکم جنوری ۲۰۰۹ء کو انتقال فرماگئے۔

ابوسفیان کھجراکول
رکن جماعت، سرائے میر

مرحومین کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

شہر بستی کی بزرگ شخصیت سید معروف حسین ایڈوکیٹ کا انتقال

بستی- شہر بستی باقر منزل کے رہنے والے جناب سید معروف حسین صاحب ایڈوکیٹ کا ۵ر دسمبر ۲۰۰۸ء کو انتقال ہوگیا۔ عمر ۹۹ سال تھی۔ مرحوم سید صاحب، صاحب قلم، انشاء پرداز، ادیب وصحافی اور مبصر ونقاد تھے۔ ان کی بیشتر نگارشات خطوط ومراسلت، مکتوبات وملفوظات پر مبنی ہیں۔ تاریخ پر، علوم دینیہ پر گہری نظر تھی۔ (۱) بریلوی، دیوبندی اختلافات اور ہم عوام (۲) تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کی دعوت میں یکسانیت (۳) تاریخ بستی (۴) جلوس بارہ ربیع الاول نامی کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہیں۔ اس کے علاوہ مرحوم سید صاحب ''ایس، آئی، او شہر بستی کی یونٹ کے سرپرست ومربی کفیل ومددگار بھی تھے۔ اور بعید ماضی میں جماعت اسلامی بستی کے قیام وسرگرمی میں ممد ومعاون اور آپ ہی کا احاطہ ومسکن استعمال ہوتا رہا۔ تحریک اسلامی کی کارگزاریوں کے لئے انحطاط کارکردگی کے بعد بھی موصوف تحریک اسلامی کے حامی ومداح وکفیل ومعاون تھے۔

اس کے علاوہ درجنوں دینی اصلاحی تنظیموں وتحریکوں کے قائد، بانی، سرپرست ومعاون تھے۔ بڑے زمیندار خانوادے کے چشم وچراغ اور بہت معزز ومحترم موقر ومخدوم شخصیت تھی۔ ایک ایسی شمع بجھ گئی جس کی روشنی سے قریب وبعید سب روشن تھے۔ اللہ رب کریم ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور مغفرت فرمائے۔ آمین۔

(حافظ) عبدالحلیم
باقر منزل، ترکہیا، گاندھی نگر، بستی (یوپی)

اڑیسہ میں دلت وزیر کے داخلہ پر مندر کی صفائی

بھونیشور- اڑیسہ کے ایک معروف مندر کی خاتون دلت وزیر کے ذریعہ زیارت کئے جانے کے بعد صفائی کی گئی۔ خواتین اور بچوں کی فلاح وبہبودی کی وزیر پرمیلا ملک نے چودہ جنوری کو بھدرک ضلع کے ارادی گاؤں میں واقع اکھنڈلامنی نامی معروف شیو مندر کی اپنے اہل خانہ کے ساتھ زیارت کی تھی۔ اس کے فوراً بعد مندر آدھے گھنٹہ کے لئے بند کردیا گیا جس دوران صفائی اور مذہبی رسوم کے ذریعہ تقدس کی بحالی کے عمل کی تکمیل کی گئی۔ مندر کے ذمہ دار گوکل آنند پنڈا کے مطابق یہ عمل اس لئے کیا گیا کیونکہ یہاں پر دلتوں کو داخلہ کی اجازت نہیں ہے۔ واضح ہو کہ اڑیسہ کے بہت سے مندروں میں دلتوں کو داخلہ کی اجازت نہیں ہے۔ نومبر ۲۰۰۴ء میں کرادا گڑھ گاؤں میں واقع آٹھارہویں صدی کے جگناتھ مندر میں داخلہ کی وجہ سے چار دلت خواتین کی گاؤں والوں نے پٹائی کی تھی۔

آر وینکٹ رمن کا انتقال

نئی دہلی- سابق صدر جمہوریہ آر وینکٹ رمن کا ۲۷ر جنوری کو ۹۸ سال عمر میں انتقال ہوگیا۔ ۴ر دسمبر ۱۹۱۰ء ام گاؤں میں پیدا ہوئے، مسٹر رمن ملک کے آٹھویں صدر تھے ان کی مدت صدارت ۲۵ر جولائی ۱۹۸۷ء سے ۲۵ر جولائی ۱۹۹۲ء تک تھی۔ وہ دستور ساز اسمبلی کے بھی رکن تھے جس نے ہندوستانی آئین کا مسودہ تیار کیا تھا اور ۱۹۵۰ء میں آزاد ہندوستان کی عبوری پارلیمنٹ (۵۲-۱۹۵۰ء) اور پہلی پارلیمنٹ (۵۷-۱۹۵۲ء) کے لئے منتخب بھی ہوئے تھے۔ حکومت نے سات دن کے قومی سوگ کا اعلان کیا ہے۔

مرکز کا ہفتہ وار اجتماع

اہل ایمان کو ثابت قدمی کیساتھ حالات کا مقابلہ کرنا چاہئے

نئی دہلی- ''نظام کائنات اس میں شب وروز کا مشاہدہ، اور انسانی تاریخ گواہ ہے کہ انسان اس دنیا میں شتر بے مہار نہیں ہے کہ جو جی میں آئے کرتا پھرے اور جیسے چاہے رہے سہے اور کوئی اس کا احتساب اور باز پرس کرنے والا نہ ہو۔ اس دنیا میں مکافات عمل کا قانون لاگو ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں روئے زمین پر بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں اور نہایت شاندار تمدن وجود میں آئے۔ عالی شان قلعے، محلات، فلک بوس عمارتیں اور یادگاری مینارے تعمیر کرکے انہوں نے اپنے وجود کو دوام بخشنا چاہا مگر اپنے خالق ومالک اور معبود حقیقی سے بغاوت اور خلق خدا پر ظلم وستم کے سبب اللہ نے ان کی رسی کھینچ لی اور ان تہذیبوں کو پیوند خاک کردیا۔ عقل ودانش رکھنے والوں اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے یقیناً اس میں بڑا سبق ہے۔''

ان خیالات کا اظہار مولانا عبدالحق فلاحی نے ۲۴ر جنوری کو مرکز جماعت کے ہفتہ وار پروگرام میں درس قرآن کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے آخرت کے اس دن کو نظر انداز کردیا جب ہر انسان کو اپنے اچھے برے عمل کی جواب دہی خدا کے حضور کرنی ہوگی اور ان کا نتیجہ عمل خود ان کے سامنے ہوگا اس دن کے امتحان میں جو کامیاب ہوگیا وہی صحیح معنوں میں کامیاب اور سرخرو ہوگا۔

اصحاب الاخدود (کھائی والوں) کے واقعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا نے کہا کہ کس طرح خدا پر ایمان لانے کے جرم میں مومنوں کو آگ کے گڑھوں میں جھونک کر جلایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ دراصل نبی کی دعوت پر ایمان لانے والوں کو یہ واقعہ سنا کر انہیں اپنی حق پرستی اور بندگی رب پر قائم اور ثابت قدم رہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان کے موقف کی تائید وتصویب کی گئی ہے اور انہیں یہ تسلی بھی دی گئی ہے کہ بالآخر وہی کامیاب اور بامراد ہوں گے۔ اس موقع پر نہتے فلسطینیوں پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری، معصوموں کی ہلاکت اور جاں باز سرفروش فلسطینیوں کی ثابت قدمی کے سبب اسرائیل کی پسپائی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اہل ایمان کو ہمیشہ اپنے موقف پر ثابت قدم رہ کر ظالموں کا مقابلہ کرنا چاہئے اور اللہ کی نصرت پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

آکولہ میں نقباء کیمپ کے تحت دعوت وتربیت کے کامیاب تجربات

آکولہ- جماعت اسلامی ہند حلقہ مہاراشٹر کے وہ رفقاء (ارکان وکارکنان) جو دعوتی کام کرتے ہیں اور اسلام کا تفصیلی علم رکھتے ہیں نیز دیگر مذاہب کو بھی جاننا چاہتے ہیں ایسے رفقاء کی تربیت کے لئے ۱۹ر دسمبر تا ۲۱ر دسمبر ۲۰۰۸ کو بمقام آکولہ نقباء کیمپ منعقد کیا گیا۔ اس میں ۹۰ بیرونی اور ۴۰ آکولہ کے اس طرح کل ۱۳۰ افراد نے شرکت کی۔ محمد اقبال ملا صاحب (سکریٹری شعبہ دعوت مرکز)، نذر محمد مدعو صاحب (امیر حلقہ مہاراشٹر)، زین العابدین منصوری صاحب (دہلی)، ثناء اللہ صاحب (دہلی)، مولانا زید ایوبی صاحب، سید شبیر علی صاحب (اکوٹ) اور محمد سمیع صاحب (سکریٹری شعبہ دعوت مہاراشٹر) نے بحیثیت اصحاب وسائل خدمات انجام دیں۔ ہندو مذہب کی معلومات مختلف پہلوؤں سے رفقاء کو دی گئیں۔ نراشنس کلکی اوتار (اتم سندیشا) وحدت ادیان کا ابطال اور داعی ان عنوانات پر محمد اقبال ملا صاحب نے اپنا حاصل مطالعہ پیش کیا۔ اسلام میں تصور آخرت اور ہندو مذہبی روایات، اسلام سے متعلق غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ ان عنوانات پر زین العابدین منصوری صاحب نے اظہار خیال کیا۔ محترم امیر حلقہ مہاراشٹر نے تفصیل سے مہاراشٹر کے حالات میں ہماری دعوتی ذمہ داریوں کو پیش کیا۔ ایک اوپن سیشن بھی رکھا گیا جس میں شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ کیمپ کا آغاز درس قرآن سے ہوا مولانا زید ایوبی صاحب نے سورۂ نوح کے پہلے رکوع کا درس دیا۔ جناب محمد سمیع نے افتتاحی خطاب نیز سورۂ النحل ۱۲۵ تا ۱۲۸ کا درس دیا۔ جناب سید شبیر علی صاحب نے دعوتی کام میں تقویت پہنچانے والے اجزاء کے عنوان پر درس حدیث دیا۔ فیلڈ میں دعوتی کام کے تحت پہلے دو دن بعد نماز عصر تا مغرب وطنی بھائیوں کے دو محلوں میں ۲۷ وفود نے وطنی بھائیوں سے ملاقات کی اور دعوت پہنچائی۔ فولڈرس اور کتابچے تقسیم کئے گئے۔ کل ۱۴۳۸ افراد سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ۱۳۰۴ فولڈرس اور ۴۸۵ کتابچے مراٹھی زبان میں وطنی بھائیوں کو دی گئیں۔ وطنی بھائیوں نے خوشی خوشی لٹریچر لیا۔ ۲ خطابات عام ہوئے۔ ایک خطاب عام میں سیرت رسولؐ پر تفصیل سے زین العابدین منصوری صاحب نے ہندی زبان میں خطاب کیا اور ڈاکٹر اکرم خان صاحب نے مراٹھی زبان میں خطاب کیا۔ دوسرے دن بھیم نگر چوک میں ڈاکٹر امبیڈکر ہال میں خطاب عام کا پروگرام ہوا۔ اس میں کم وبیش ۳۰۰ افراد شریک تھے ۶۰ کے قریب وطنی بھائی اور بہن بھی شریک تھے۔ اس خطاب عام میں ثناء اللہ صاحب نے ہندی زبان میں اور ڈاکٹر سید رفیق صاحب نے مراٹھی زبان میں خطاب کیا۔ محلّہ کے وطنی بھائیوں اور بہنوں نے کہا کہ ایسے پروگرام بڑے پیمانے پر رکھے جائیں، انتظامات ہم کریں گے آپ مراٹھی زبان میں اسلام کی باتیں ہمیں بتائیں۔

اختتامی نشست میں نذر محمد مدعو صاحب (امیر حلقہ مہاراشٹر) نے زادراہ کے عنوان کے تحت اظہار خیال فرمایا۔ محمد اقبال ملا صاحب (سکریٹری شعبہ دعوت مرکز، دہلی) نے دعوت کے کام کی اہمیت وضرورت، اس کے کرنے والوں کو قرآن وحدیث میں جو بشارتیں دی ہیں ان کا ذکر کیا۔ یہ تین روزہ کیمپ بہت کامیاب رہا۔ رفقاء ایک نئے جذبے اور حوصلے کے ساتھ واپس پلٹے۔ مقامی جماعت نے ذمہ داروں سے استفادہ کے لئے تین مساجد میں خطبات جمعہ، درس قرآن اور وطنی بھائیوں کی اہم شخصیات سے ملاقاتوں کا اہتمام بھی کیا تھا۔

فلسطین کے مسئلہ پر ملیشیا کی پہل مفید ثابت ہوگی

نئی دہلی- کوآرڈینیشن کمیٹی آف انڈین مسلم کے چار رکنی وفد نے جس میں جناب اعجاز احمد اسلم سکریٹری جماعت اسلامی ہند، مولانا عبدالوہاب خلجی سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل، مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی چیئرمین شاہ ولی اللہ ٹرسٹ اور مولانا محمود الحسن صدر جمعیۃ اہلحدیث دہلی شامل تھے، نئی دہلی میں ملیشیا کے ہائی کمشنر فلسطین کی تازہ صورت حال کے تعلق سے ایک عرض داشت پیش کی۔ عرض داشت میں غزہ پر اسرائیلی مظالم کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔ عرض داشت میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل کی طرف سے فلسطین کے غیر مسلح عوام پر مظالم ڈھائے جاتے رہے، تیرہ ہزار سے زائد فلسطینیوں کو شہید کیا گیا، پانچ ہزار سے زائد افراد جن میں بیشتر خواتین اور بچے شامل ہیں زخمی ہوئے، بائیس ہزار سے زائد مکانات تباہ ہوئے اور دو بلین سے زائد کا نقصان ہوا اس سب کے باوجود عالمی برادری نے محض تماشائی کا کردار ادا کیا۔ اس درمیان اسرائیل کے حامیوں نے اس کی حمایت کرنے اور اقوام متحدہ میں اسے بچانے کی کوشش کی۔

عرض داشت میں ملیشیا اور اس کے توسط سے آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس سے اسرائیل کے خلاف بین الاقوامی عدالت میں فی الفور کیس داخل کرنے اور غزہ کے عوام کو دنیا کی چوتھی بڑی اور سفاک فوج سے بچانے کی کوشش کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔ عرض داشت میں مزید کہا گیا ہے کہ ملیشیا کی اس مسئلہ پر مداخلت معصوم فلسطینیوں کو اسرائیلی حکمرانوں کے خونی پنجوں سے بچانے اور انہیں آزادی دلانے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔

گوانتاناموبے جیل پر اختلافات

برسیلس- گوانتاناموبے قید خانہ بند کرنے کی اوباما کی تجویز پر یوروپی یونین کے ممبر ممالک کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہوگئے ہیں اور تمام ممالک اس کے لئے راضی نہیں ہیں۔ چند ممالک کا کہنا ہے کہ یہ تمام ممالک پر منحصر ہے کہ وہ اپنے قیدیوں کو واپس لینا چاہتے ہیں یا نہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ جیل کو بند کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہا جارہا ہے۔

والدین کے فرائض اور ذمہ داریاں

ایم شیزی، نگینہ ضلع بجنور

اسلام مکمل نظام حیات ہے۔ یہ نظام اس خالق کائنات کی جانب سے عطا کیا گیا ہے جو انسانی فطرت کا خالق و مالک ہے۔ اور ظاہر ہے جس نے فطرت کی تخلیق کی ہو اس سے بہتر نظام اور استعمال کرنے کے لئے Users Menual کون دے سکتا ہے؟ اس مکمل نظام حیات کا ایک اہم جز خاندانی نظام ہے۔ خاندانی نظام دراصل حقوق سے عبارت ہے، جو کسی ایک کا حق ہے وہی دوسرے کا فرض ہے اور جو کسی ایک کا فرض ہے وہی دوسرے کا حق ہے۔ اگر حقوق و فرائض کی صحیح سمجھ اور ان کی ادائیگی کا مکمل اہتمام ہونے لگے تو بہترین خاندان وجود میں آئیں گے۔ اس کے نتیجے میں جو معاشرہ قائم ہوگا وہ ایک مثالی اور صحت مند معاشرہ ہوگا، جس کی ضرورت سماج کے ہر ہر فرد کو ہے۔ افراد کے مجموعے کا نام خاندان ہے اور اس خاندان کے دو اہم ارکان ہیں۔ والدین اور اولاد۔ دونوں کے ہی الگ الگ حقوق وفرائض اسلام نے متعین کئے ہیں۔ اگر دونوں اپنے اپنے حقوق و فرائض کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ادا کریں تو ایک نیک اور صالح معاشرے کا وجود میں آنا یقینی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے قانونِ تخلیق کے مطابق جب انسان بچے کی شکل میں اس دنیا میں جنم لیتا ہے تو سب سے پہلے جن دو ہستیوں سے اسے سابقہ پیش آتا ہے وہ اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ دونوں ہی اس پر نہایت مہربان، شفیق، رحیم اور دل وجان سے قربان ہونے والے ہوتے ہیں۔ والدین کے دل میں اولاد کے لئے شفقت ورحمت کا جذبہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ ہوتا ہے تاکہ والدین پوری محبت وتوجہ، دلسوزی، جانفشانی اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے بچوں کی صحیح تربیت اور پرورش کر سکیں اور ان کو سچا مومن ومسلم اور مثالی انسان بنانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام حق میں تمام مومنین کو واضح تاکید فرمائی ہے:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو خود کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ''۔ (التحریم:۶)

والدین ہی نہیں بلکہ استاذ اور ہر اس شخص سے جس کے زیر تربیت کوئی بھی بچہ ہے ان کے ماتحتوں کی تربیت کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ باز پرس فرمائے گا۔ اگر انھوں نے اچھی تربیت کی ہوگی تو تربیت یافتہ اور تربیت دینے والا دونوں دنیا وآخرت کی سعادت مندیوں سے فیض یاب ہوں گے اور اگر انھوں نے اپنے فرض کو ادا کرنے میں لاپروائی، سستی اور کاہلی سے کام لیا ہوگا اور صحیح تعلیم وتربیت سے آراستہ نہ کیا ہوگا، تو جہاں وہ دنیا میں خود ان کے اور انسانی معاشرے کے لئے وبال جان ہوگا وہیں آخرت میں بھی اس کا انجام بخیر نہ ہوگا۔ ساتھ ہی ان ماتحتوں کا بوجھ بھی معلم اور مربی پر ہوگا۔ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''تم میں سے ہر شخص بااختیار ہے اور ہر شخص کا جس جس پر اختیار ہے ان سب کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا''۔ (بخاری ومسلم)

معلم کے لئے تو یہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک شادیانے سے کم نہیں، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں (یعنی بہت قیمتی مال) سے بھی بہتر ہے''۔ (بخاری ومسلم)

دوسری جگہ اللہ جل شانہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت ہے''۔

ایک دوسری جگہ ارشاد رسول ﷺ ہے: ''اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو اور ان کی تربیت کرو''۔

تعلیم وتربیت کا دائرہ انتہائی وسیع ہے اور یہ تمام شعبۂ حیات پر محیط ہے۔ اس کا اندازہ اس ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے: ''علم حاصل کرو مہد (ماں کی گود) سے لے کر لحد (قبر میں جانے) تک''۔

والدین ہوں یا معلم، تربیت کرنے والے کے لئے ہر چیز سے بڑھ کر انتہائی اہم بات یہ ہے کہ وہ پہلے اپنی اصلاح کرے، کیونکہ ہر بچہ اپنے مربی کی نقل کرتا ہے، اس لئے مکروہ کام جو بچوں کے سامنے کیا جائے گا وہ اس کو اچھا سمجھ کر اس کی نقل کریں گے اور جو کام چھوڑ دیا جائے گا اسے برا سمجھیں گے۔ بچوں کے سامنے والدین اور استاد کا حسنِ سلوک ان کی اعلیٰ ترین تربیت ہے۔ والدین کے لئے ضروری ہے کہ بچے کی تعلیم وتربیت اسلامی خطوط پر کریں۔ اولاد کو نیک بنانے سے بڑا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔ اولاد پر ماں باپ کا سب سے بڑا احسان یہی ہے کہ وہ انہیں دین ودنیا کی اعلیٰ تعلیم سے آراستہ کریں اور فضائل واخلاق کے اس مقام پر پہنچانے کی کوشش کریں کہ ان کی زندگی معاشرے کے لئے عمدہ مثالی زندگی ثابت ہو اور وہ والدین کے لئے صدقۂ جاریہ کا باعث بنیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین ہی اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی''۔ (متفق علیہ)

اولاد کی تربیت کوئی وقتی اور فوری چیز نہیں ہے بلکہ اپنی اصل روح کے اعتبار سے تربیت ایک مسلسل عمل ہے جو طویل عرصے تک جاری رہتا ہے۔

بعد ولادت کے اسلامی اعمال کے سلسلے میں سب سے پہلے بچے کو تحنیک کرنا، اذان واقامت سنانا، پھر ساتویں دن اس کا عقیقہ کرنا اور اچھے مفہوم والا نام رکھنا اور اس کے بال منڈوانا چاہئے۔ تینوں باتوں کا حکم احادیث میں موجود ہے۔ جب بچہ بولنا شروع کرے تو اسے کلمۂ طیبہ پڑھایا جائے۔ بڑا ہو جائے تو اس کے معنی اور مفہوم کو سمجھایا جائے۔ بچے کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس پر ایمان لانے کا شوق اور محبت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسلام کے بنیادی عقائد کو حکمت کے ساتھ بتایا اور سمجھایا جائے۔ اس کو جنت کی رغبت دلائیں کہ جنت اسے ملے گی جو نماز پڑھتا، روزے رکھتا، والدین کا کہنا مانتا، بڑوں کی عزت واحترام کرتا اور نیک کام کرتا ہے۔ اسے جہنم سے خوف دلایا جائے جو کہ حقیقتاً سب سے بری اور بھیانک جگہ ہے۔ اسے بتایا جائے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے، روزے نہ رکھے، والدین کی نافرمانی کرے، بڑوں کا ادب نہ کرے، پڑوسیوں اور ساتھیوں کو ستائے، جھوٹ بولے، گالیاں بکے، دھوکے بازی کرے، فلموں، ناچ گانے کی محفلوں اور پروگراموں اور برے اعمال سے پرہیز نہ کرے۔ اس سے اللہ تبارک و تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اسے جہنم میں پھینک دیتا ہے۔ بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی تعلیم نماز دینا بھی والدین کے اولین فرائض میں شامل ہے تاکہ بڑے ہوکر بھی نماز کے پابند رہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز سکھایا کرو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز چھوڑنے پر مارو''۔ (مسند احمد)

بچوں کے سامنے وضو کرنا، اپنے ساتھ مسجد میں لے جانا، باجماعت نماز ادا کرنے اور مسجد کا احترام کرنے کی ترغیب دینا، سب چیزیں ان کی تعلیم وتربیت میں شامل ہیں۔

اولاد، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک عظیم ترین نعمت ہے۔ اسلام نے مرد وعورت کو مساوی حقوق عطا فرمائے ہیں۔ لڑکے کی پیدائش پر خوش ہونا اور لڑکی کی پیدائش پر کڑھنا، اس کو اپنے لئے ننگ وعار سمجھنا بے حد ظالمانہ اور کافرانہ سوچ ہے۔ قرآن پاک نے اس کو انتہائی سفاکانہ عمل قرار دیا ہے۔ دور جہالت میں عرب کے ظالم، بے رحم، درندہ صفت لوگ اپنی معصوم پھول جیسی بچیوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے زندہ دفن کردیا کرتے تھے۔ جبکہ آج کے روشن، مہذب اور دور علم وعرفان کے لوگ دور جہالت کے لوگوں سے بھی دس قدم آگے ہیں جو انتہائی سفاکی اور سنگدلی کے ساتھ دنیا میں آنے سے قبل ہی ماں کی کوکھ کو ہی بچیوں کی قبر بنا رہے ہیں۔ ہمارے ملک بھارت کی زیادہ تر ریاستوں میں اس ظالمانہ اور کریہہ عمل کی وجہ سے تشویشناک حد تک صنفی تفریق پیدا ہوگئی ہے۔ اللہ رحمٰن ورحیم نے اس سفاکانہ عمل پر اپنے غضب کا اظہار ان لرزہ خیز الفاظ میں کیا ہے: ''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا''۔ (سورہ التکویر)

رحمت ومحسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لڑکیوں سے نفرت کرنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''دیکھو لڑکیوں سے نفرت نہ کرنا، اس لئے کہ میں لڑکیوں کا باپ ہوں''۔ صحیح مسلم کی حدیث میں لڑکیوں سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ''جس نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہو جانے تک کفالت کی وہ اور میں جنت میں اس طرح داخل ہوں گے''۔ (یہ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں ملائیں) جبکہ سنن ابی داؤد کی ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے: ''جس شخص نے تین لڑکیوں کی پرورش کی انہیں ادب سکھایا، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہا تو اس کے لئے جنت ہے''۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکی کی بھی بنا تفریق کفالت و پرورش پر بھی جنت کی بشارت دی ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کسی کے پاس لڑکی ہو پھر وہ اسے زندہ رکھے، نہ گاڑے اور نہ ہی اسے ذلیل وخوار سمجھے اور نہ اس پر بیٹے کو فوقیت دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا''۔

اسلام ایک جان کے قتل کو تمام انسانوں کا قتل قرار دے کر انسانی جان کو نہایت محترم بنا دیتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں مسلم والدین کی پرورش اولاد کے سلسلے میں ذمہ داری کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ انہیں اپنی اولاد کو جہاں یہودیت اور نصرانیت کی تہذیبی یلغار سے محفوظ رکھنا ہے وہیں ان کو شعوری مسلمان بنانے کی بھی کوشش کرنی ہے۔ آج مغربی تہذیب پوری قوت اور مختلف ذرائع کے ساتھ حملہ آور ہے۔ متعدد ٹی وی چینلز، فلمیں، سی ڈیز، ثقافتی پروگراموں، ناچ گانوں کے مقابلوں، فیشن شو کے انعقاد کے ذریعے بچوں اور بڑوں سب کو فحاشی، بے حیائی، جنسی بے راہ روی، عریانیت اور تمام تر غیر اخلاقی کام کرنے کی کھلے عام دعوت وترغیب دے رہے ہیں۔ ''ڈیز کلچر'' خوشی اور شادی کے مقدس مواقع پر ناچ گانے کی محفلیں جن میں مرد وعورتیں اپنی پوری بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ تمام تر غیر اخلاقی بدمستیوں میں شرابور نظر آتے ہیں۔ رشتوں کا تقدس، بڑوں کا ادب و احترام، چھوٹوں کا لحاظ سب کچھ پامال ہوتا جارہا ہے۔ خاندانی نظام درہم برہم ہوگیا ہے۔ بوڑھے والدین اپنے جوان بیٹوں کی محبت وخدمت کا خواب سجائے محرومیوں کے ساتھ رخصت ہو رہے ہیں۔ بچے ماں کی ممتا اور گود سے ہی محروم نہیں ہو رہے ہیں بلکہ باپ کی شفقت سے بھی ناآشنا ہوتے جارہے ہیں۔ شوہر، بیوی کا مقدس رشتہ محبت وایثار نہیں بلکہ محض ایک سمجھوتہ بن کر رہ گیا ہے۔ مادیت نے جہاں تمام انسانی رشتوں کو پامال اور تار تار کیا ہے وہیں انسان کو بلا کی ہوس زر، خود غرضی، خود پرستی وخود نمائی سے بھر دیا ہے۔ غرض کہ مغربی تہذیبی اور مادی یلغار کے اثر سے انسان صرف شیطان بن کر رہ گیا ہے۔ ظاہر ہے مسلم معاشرہ بھی اس کی تباہی واثرات بد سے محفوظ نہیں رہ سکا ہے۔ اس کی ساری خرافات ہمارے سماج کا جزولاینفک بنتی جارہی ہیں۔ والدین کی نافرمانی، بڑوں کی بے ادبی، بچوں اور نوجوانوں میں سرکشی، بے حیائی، جنسی بے راہ روی، دین سے بیزاری وبے رغبتی، اخلاقی زوال وپستی کے نمونے ہر گھر وہر خاندان اور ہر محلہ، ہر شہر غرض کہ ہر سو دیکھے اور محسوس کئے جاتے ہیں۔ یہ پرآشوب مادی دور مسلم والدین کے لئے ایک زبردست چیلنج ہے۔ ایک طرف جہاں انہیں اپنے بچوں کو شیطانی مغربی تہذیب سے اور اس کے اثرات بد سے محفوظ رکھنا ہے وہیں دوسری طرف اسلامی تعلیمات، تہذیب وثقافت سے واقف کراتے ہوئے ان کو اسلامی اخلاق وکردار سے مزین کرنا ان کی بنیادی ذمہ داری اور فرض عین میں شامل ہوگیا ہے۔ کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی اسے اسی قوم کے ساتھ اٹھایا جائے گا''۔ اس لئے ان حالات میں ضروری ہے کہ مسلم والدین اپنے بچوں کی پوری توجہ حکمت، صبر وتحمل، دل سوزی اور حد درجہ ذمہ داری کے ساتھ اسلامی خطوط پر ولادت کے بعد سے ہی اپنے بچوں کی تربیت کریں۔

اولاد کی کفالت بھی والدین کے اولین فرائض میں شامل ہے۔ اسلام میں اولاد پر مال خرچ کرنا باعث اجر قرار دیا گیا ہے۔ ایک مسلم باپ اللہ کی نظر میں محبوب بننے کے لئے اولاد کی کفالت کے دینی اور خوشگوار فریضے کو عبادت سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ انتہائی محنت اور مشقت سے کمائی ہوئی طیب اور حلال دولت اولاد پر خرچ کرکے انتہائی مسرور ومطمئن ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں بتایا گیا ہے کہ آدمی اپنی اولاد پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بنتا ہے۔ متعدد احادیث میں اولاد کی پرورش پر خرچ کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے: ''سب سے اچھا دینار وہ ہے جو آدمی اپنی اولاد پر خرچ کرتا ہے''۔ ایک متفق علیہ حدیث میں ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''جب کوئی آدمی اپنی اولاد پر کچھ خرچ کرتا ہے تو وہ اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے تو وہ اس کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔ ایک دیگر حدیث میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس آدمی سے بڑھ کر اجر وانعام کس کا ہو سکتا ہے جو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچائے اور خوش حال بنائے رکھے''۔

والدین کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کا انعام اور عظیم نعمت سمجھ کر اس کی قدر کریں۔ اولاد گھر کی رونق، زندگی کا سہارا اور والدین کے بہترین خوابوں کی تعبیر ہی نہیں بلکہ ان کی نیک آرزوؤں اور تمناؤں کو پورا کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ وہی اسلامی افکار ونظریات، تہذیب وتمدن کی حفاظت اور اشاعت کی ضامن بھی ہوتی ہے۔ مسلم والدین اولاد کی طلب محض اس لئے ہی نہیں کرتے کہ ان کا حسب ونسب، مادی وراثت برقرار رہے بلکہ دینی وراثت وروایت کی بقاء بھی ان کا مقصد ہوتی ہے۔ بڑے بڑے انبیاء ورسل کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ رب العزت سے ایسی ہی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے دعا فرمائی: ''اے رب! ہم دونوں کو اپنا مسلم بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا۔ اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما''۔

(البقرہ:۱۲۸)

حضرت زکریا علیہ السلام کی اولاد کی طلب کرنے کی اصل وجہ بھی دینِ اسلام کی وراثت اور تہذیب کی حفاظت وبقا تھی۔

''میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے ایک وارث عطا فرما! جو میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کی وراثت بھی پائے اور پروردگار! تو اسے مقبول بندہ بنا''۔

(سورہ مریم:۵-۶)

کسی بھی مسلمان اور خداشناس والدین کی فکر اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ ان کی اولاد بہترین داعی اور دینی وراثت کی محافظ ہو۔ ان کی اصل فکر اپنے حسب ونسب کی برقراری سے زیادہ اس بات کی ہونی چاہئے کہ ان کی اولاد دینِ حق کی، اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعلیمات، سنت رسولؐ، اسلامی تہذیب، ثقافت وروایات کی میرے بعد وارث، محافظ علمبردار اور اشاعت کرنے والی بنے۔ نیک اولاد خاندان کے نیک کارناموں کو بھی زندہ

باقی صفحہ ۵ پر

ہمارے مہمان پرندے

ماریہ عارف چاؤلہ

جانور اور پرندے ایک جگہ سے دوسری جگہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ جانور اور پرندے اس لئے نقل مکانی کرتے ہیں کہ وہ جن جگہوں پر رہتے ہیں وہاں انہیں پوری خوراک نہیں ملتی یا پھر موسمی حالات ان کی نشوونما اور جسمانی ضروریات کے مطابق ٹھیک نہیں ہوتے۔ اس لئے انہیں وہ جگہ چھوڑ کر کہیں اور جانا پڑتا ہے۔

مختلف پرندے، مچھلیاں اور بعض جانور کئی کئی سو کلومیٹر کا سفر طے کرتے ہیں۔ وہ بھٹکتے نہیں۔ ہم حیران ہوتے ہیں کہ آخر وہ ایسا کیسے کرتے ہیں۔

عام خیال ہے کہ نقل مکانی کرنے والے جاندار ٹھیک راستے پر اپنے سفر کو جاری رکھتے ہیں۔ یہ ستاروں، سورج اور کئی زمینی نشانیوں سے بھی مدد لیتے ہیں۔ بعض جاندار سونگھنے کی حس استعمال کرتے ہیں۔

نقل مکانی کرنے والے ان پرندوں کی کئی اقسام ہیں جن میں بطخیں، مرغابیاں، بگلے، کونجیں، ساحلی پرندے، شکاری پرندے اور کئی دوسرے چھوٹے بڑے پرندے شامل ہیں۔ نقل مکانی کرنے والے پرندے، سرد علاقے چھوڑ کر گرم علاقوں کی طرف جاتے ہیں۔ مثلاً نیل سر مرغابی، سفید سر مرغابی، کونج، شاہین، بگلا، مشرقی کونج۔

نیل سر مرغابی:

نیل سر مرغابی کے سر اور گردن کا رنگ چمکدار گہرا سبز ہوتا ہے۔ یہ پرندہ صاف اور تازہ پانی کے ذخائر میں ملتا ہے۔ یہ زیادہ تر پانی میں رہتا ہے۔ اس پرندے کی موجودگی سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ پانی اور ماحول صاف ہے۔ اس پرندے کا شکار بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی تعداد بھی کم ہوتی جارہی ہے۔

سفید سر مرغابی:

سفید سر مرغابی کا سر اور چہرہ سفید ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسے سفید سر مرغابی کہتے ہیں۔ یہ غوطہ مار کر جھیلوں کی تہہ سے کائی اور پانی میں موجود چھوٹے جانور نکال کر کھاتی ہے۔

کونج:

کونج کے پروں کا رنگ ہلکا سلیٹی ہوتا ہے۔ اس کی چونچ سبزی مائل ہوتی ہے۔ یہ کافی شرمیلا پرندہ ہے اور جھنڈ کی صورت میں رہتا ہے۔ زیادہ تر دلدلی علاقوں اور زیر کاشت جگہوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کی خوراک میں بیج، سبز شاخیں اور کیڑے مکوڑے وغیرہ شامل ہیں۔ یہ پرندہ ٹڈی بھی کھاتا ہے۔ اس کا شمار ہمارے ملک میں مہمان پرندے کے طور پر ہوتا ہے۔

شاہین:

شاہین شکاری پرندہ ہے۔ اس کی چونچ مضبوط ہوتی ہے اور خم دار جبڑے کے اندر ایک مضبوط دانت ہوتا ہے۔ شاہین کا جسم بیس سے بائیس انچ تک لمبا ہوتا ہے۔ اس کے سر کا رنگ بھورا سفید ہوتا ہے جس پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ چہرے اور گلے کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ اس کی پیٹھ خاکستری بھوری اور سینہ و پیٹ سفید ہوتے ہیں۔ شاہین موسم سرما میں بہت کم تعداد میں برصغیر میں آتے ہیں۔

بگلا:

بگلا لمبی ٹانگوں اور لمبی گردن والا پرندہ ہے۔ اس کی چونچ کافی بڑی ہوتی ہے۔ یہ پرندہ زیادہ تر چھوٹی مچھلیاں، مینڈک اور دوسرے کئی چھوٹے جانور کھاتا ہے۔ یہ زمین سے کافی اونچائی پر ہوتا ہے۔ اس کا گھونسلہ کافی بڑا ہوتا ہے اور چھوٹے چھوٹے تنکوں سے کافی صفائی سے بنتا ہے۔ بگلا صاف پانی کی موجودگی کی نشانی ہے۔ یہ تقریباً تمام آبی ذخائر اور دریاؤں کے پاس کم گہرے پانی میں ملتا ہے۔

مشرقی کونج:

اس پرندے کا سر، گلا اور گردن کا اوپر کا حصہ سلیٹی مائل سیاہ ہوتا ہے۔ یہ پرندہ جھنڈ کی صورت میں رہتا ہے اور زیادہ تر دریاؤں، جھیلوں، چاول کے کھیتوں اور دیگر قابل کاشت جگہوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ جھتے کی شکل میں اڑتے ہیں جس کی شکل انگریزی کے لفظ ''وی'' (V) کی طرح ہوتی ہے۔ جھتے کا ایک سردار ہوتا ہے۔

●●

طب وصحت

موسم سرما کی سبزیوں کے فوائد

حکیم محمد ابراہیم شیخ

انسان صدیوں سے سبزیوں کے ساتھ ساتھ ان کے پتے بھی کھانے میں استعمال کر رہا ہے، جو غذائیت سے بھرپور خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب سلاد کا استعمال بھی عام ہوگیا ہے۔ موسم کی مناسبت سے سلاد کا استعمال زیادہ مفید ہے اور اس کے ساتھ سبزیوں کے پتوں کو بطور ساگ استعمال کرنے کے رجحان میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

یہ بات تحقیقات کے نتیجے میں سامنے آچکی ہے کہ گوشت، مرغن غذائیں اور تلی ہوئی اشیاء کا زیادہ استعمال صحت کے لئے نقصاندہ ہے، لہٰذا غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہمیں سبزیوں کو بھی اہمیت دینی چاہئے اور انہیں غذا کا حصہ بنانا چاہئے۔ سبزیوں میں وٹامن، نمکیات کے علاوہ ریشہ (فائبر) بھی ہوتا ہے جو وزن میں اضافہ نہیں ہونے دیتا بلکہ جسم کی ضرورت کے مطابق وٹامن اور معدنی نمکیات کی کمی کو پورا کرتا ہے۔ ان پتوں سے توانائی حاصل کرنے کے لئے دن میں دوبار بطور سلاد یا ان کا سالن ساگ کی شکل میں استعمال کرنا انسانی صحت کے لئے بہت مفید ہے۔ ان کا استعمال بعض امراض سے محفوظ رہنے کا راستہ بھی ہے، جو خرابیٔ معدہ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ان سبزیوں کے پتوں کے استعمال سے خون کی فراہمی میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

پالک (Spinach)

یہ خون پیدا کرنے والے غذائی اجزاء سے بھرپور سبزی ہے جس کا مزاج سرد وتر ہے۔ یہ بطور ساگ سب سے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ اس میں وٹامنز اے، بی، سی، زیڈ اور پی کے علاوہ فولاد، چونا، فاسفورس، پوٹاشیم اور تانبا وافر مقدار میں موجود ہے۔ خشکی دور کرکے بدن میں تر وتازگی پیدا کرنا اس کا بہترین فعل ہے یہ زود ہضم اور پیشاب آور ہے۔ سوزش معدہ کو دور کرنا اس کا ادنیٰ کمال ہے۔

اس کے علاوہ جگر کے فعل کو تیز کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی گرمی دور کرتا ہے۔ دائمی قبض کے مریضوں کے لئے بے ضرر غذا اور دوا ہے۔ دماغ کی خشکی دور کرکے سکون بخشتا ہے۔ کمی نیند کے مریضوں کے لئے عمدہ غذا ہے۔ سینہ، پھیپھڑوں کے درد میں آرام، بلغم پتلا کرکے آسانی سے خارج کرنے میں مفید ہے۔ پالک گوشت، مونگ کی دال پالک، میتھی پالک، پالک کے پکوڑے اس کی مشہور ڈشیں ہیں۔

قلفہ (خرفہ) Purslane

یہ بطور ساگ بھی استعمال میں لاتے ہیں۔ ذائقہ قدرے ترش، مزاج سرد وتر ہے۔ اس میں نمکیات اور وٹامن سی شامل ہیں۔ زود ہضم ہے، جگر ومعدے کو طاقت دیتا ہے، دماغ کو سکون دینے کے ساتھ گردہ ومثانہ کی سوزش ختم کرتا، تبخیر معدہ اور بخار کی صورت میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ذیابیطس اور بواسیر کے مریضوں کے لئے بھی مفید ہے۔

سویہ (Dill):

یہ ایک پودا ہوتا ہے، اس سے تیز قسم کی بو آتی ہے، ذائقہ تیز وتلخی مائل ہوتا ہے۔ اس کے پتے ریاح کو تحلیل کرتے ہیں، اس کا ساگ استعمال کیا جائے تو مواد فضولیہ کو خارج کرتا ہے، خشک کھانسی میں مفید اور گردے کی پتھری توڑ کر خارج کرنے میں مدد دیتا ہے۔ قولنج کو توڑتا، معدے کو نرم کرتا ہے۔

شلجم (Turnip)

شلجم کو موسم سرما میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے، اس میں بیک وقت تین وٹامن ہوتے ہیں، خاص کر وٹامن ج کا خزانہ ہے، اس کے پتوں میں وٹامن اے پایا جاتا ہے، اس لئے بینائی کی کمزوری مفید ہے۔ خون کو صاف اور گردوں کو طاقت دیتا ہے۔ پیشاب آور ہونے کی وجہ سے فاسفیٹ کی پتھری حل کرکے پیشاب کی راہ خارج کردیتا ہے۔ قبض کشا ہونے کے باعث بواسیر کے مرض میں مؤثر ہے۔ اس کے پتے کھانے سے قوت باہ بڑھتی ہے، اس کے پتوں کا ساگ بطور غذا استعمال کرتے ہیں، اچار اور مربہ بھی تیار کیا جاتا ہے جسے سال بھر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مولی (Radism):

اس کے چھوٹے اور نازک پتوں کو بطور سلاد کھایا اور ان کا ساگ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مولی غذا کو ہضم کرتی ہے مگر خود دیر سے ہضم ہوتی ہے۔ اسے ہضم کرنے کے لئے اس کے پتے ضرور کھانے چاہئیں۔ یہ بھوک لگاتی، یرقان، قبض، بواسیر، مثانہ، گردہ کی پتھری توڑتی اور جگر وتلی کے سدوں کو رفع کرتی ہے۔ پیشاب آور ہے، حیض جاری کرتی ہے۔ بواسیر خون کو فائدہ دیتی ہے۔ اس کے پتوں کا پانی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ ورم کو تحلیل اور خون میں یورک ایسڈ کو متوازن رکھتا ہے۔

بتھوا (White Goose)

یہ ایک خودرو پودا ہے، عام طور پر گندم کے ساتھ ہوتا ہے، اسے بطور ساگ استعمال کرتے ہیں۔ بتھوا حلق کے ورموں کو تحلیل کرتا ہے، مدر بول، مسکن حرارت، مسکن پیاس، گرم مزاج والوں کے لئے زیادہ مفید ہے۔ گرمی کی کھانسی وسینہ کے امراض میں مفید ہے۔ ملین ہونے کی وجہ سے جگر کے سدے کھولنے کے ساتھ تلی کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ گردہ، مثانے کے تمام امراض میں بے حد مفید ہے۔

سرسوں (Indian Mustard)

سرسوں کا مزاج گرم اور رطوبت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سردی کے چار مہینوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بدن میں حرارت کا خزانہ جمع کرنے کے لئے ستمبر، اکتوبر کے مہینے میں پیدا کیا ہے۔ یہ معدنی نمکیات اور فولاد سے بھرپور ہوتی ہے۔ ساگ قبض کشا ہے۔ ملٹی وٹامنز اور وٹامنز بی کمپلیکس سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔ خون اور مدنی نمکیات اس کی گندلیں استعمال کرنے والوں کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ سرسوں میں تیل ہوتا ہے جو گھی کا عمدہ بدل ہے۔ سرسوں کا ابٹن بدن کی سیاہی اور جھائیاں صاف کرتا ہے۔ اس کے پتے کثرت بول اور خارش میں مفید ہیں۔ موسم سرما میں اب بھی دیہاتوں میں سرسوں کا ساگ، مکئی کی روٹی اور مکھن استعمال کرتے ہیں۔

چولائی (Amaranth)

یہ اپنے خواص کے لحاظ سے بہترین سبزی ہے۔ زود ہضم ہے۔ بطور ساگ استعمال کیا جائے تو بہت مزا دیتا ہے۔ جسم کو تری بخشتا، قلیل الغذا، حدت کم کرتا اور خلط صالح پیدا کرتا ہے۔ مسکن پیاس، مدر بول اور گرمی کی کھانسی میں نافع ہے۔

میتھی (Fenugeer)

میتھی کو طب نبوی ﷺ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ان کے لئے کوئی طبیب بلاؤ۔ چنانچہ حضرت حارث بن کلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا۔ حضرت حارث بن کلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میتھی سے ایک مرکب تیار کیا، وہ اس سے شفایاب ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میتھی سے شفا حاصل کرو''۔ میڈیکل سائنس نے بھی تحقیق کرکے اسے غیر معمولی افادیت کا حامل قرار دیا ہے۔ میتھی بنیادی طور پر پیشاب آور اور مخرج بلغم ہے۔ اس کو ساگ کی شکل میں اور دوسرا اس کے پتوں کو خشک کرکے کھانے اور دوا میں استعمال کیا جاتا ہے۔ سردی میں میتھی کا ساگ ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ ورم کم کرتا اور باہ کو قوت دیتا ہے۔ بواسیر کو فائدہ دیتا ہے۔ شوگر کنٹرول اور خون میں کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔ سردی کے امراض، درد کمر، ورم طحال، فتح پیچش، اسہال میں مفید ہے۔ اندرونی طور پر مدر بول، شیر افزاء، کاسر ریاح اور مقوی اعصاب ہے۔

●●

POSTED ON 29 January 2009 AT DELHI R.M.S. LICENCE NO. U (D.N.) 41/2006-08 TO POST WITHOUT PRE PAYMENT PAGES-8. یکم فروری ۲۰۰۹ء

TELEGRAM : ADDAWAH NEW DELHI-110025
PHONES: Editor: 26958816, Manager: 26949539, Fax:26958816
E-mail:- dawattrust@yahoo.co.in, dawaturdu@indiatimes.com

DAWAT SEHROZA
NEW DELHI-110025

R.N.I. No.522/57
DL (S) - 05 / 3128 / 2009 - 2011 & DL (S) - 05 / 3266 / 2006-08 (Foreign Post

POSTAL REGISTRATION No.

حکمرانوں سے جنگی ناکامی پر جواب طلب کئے جارہے ہیں

اسرائیلی حکمرانوں کو غزہ پٹی میں جنگی جرائم اور سرکاری دہشت گردی کے سنگین ارتکاب کے بعد اب خود اپنے مقبوضہ ملک میں اس جنگ کی قیمت چکانی اور جواب دہی کرنی پڑ رہی ہے۔ تین ہفتے سے زیادہ مدت کی جارحیت کے بعد بھی ان پر جنگ کے مقاصد کی تکمیل میں ناکام رہنے کے طعنے کسے جارہے ہیں۔ ۱۰ر فروری کو ہونے والے پارلیمانی الیکشن سے عین قبل سول شہریوں کے قتل عام، اسکولوں، عام آبادیوں اور مسجدوں پر وحشیانہ ظلم وزیادتی کے بعد اب خود ان کی اپوزیشن پارٹیاں ان پر سوالات، الزامات اور طعن وتشنیع کی بوچھار کر رہی ہیں کہ آخر اسرائیلی قوم اور اسرائیلی فوج کا نیز غزہ کے فلسطینیوں کا اتنا زبردست نقصان کرنے اور دنیا بھر میں اس قدر ذلت ورسوائی سر لینے کے بعد بھی ملک و قوم کو کیا حاصل ہوا؟ کیا جن مقاصد کے حصول کے نعرے لگاتے ہوئے یہ جنگ چھیڑی گئی تھی۔ جنگ بند کرنے پر وہ مقاصد حاصل ہوگئے؟ غزہ پٹی میں تین ہفتے تک صہیونی عناصر کے نعرے نحن ابناء اللّٰہ و احبائہ کی حقیقت کا مظاہرہ کرنے کے بعد ۲۱ر جنوری کو اسرائیل کا آخری فوجی بھی یکطرفہ جنگ بندی کا اعلان کرکے علاقے کو خالی کرگیا۔ اگرچہ مسلح اکائیاں اب بھی غزہ پٹی کے بارڈر پر پڑی ہوئی ہیں اور یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ اگر حماس نے سرحد کے اس پار راکٹ داغنے کا سلسلہ پھر سے چلایا تو فوجیں پھر سے غزہ میں گھس جائیں گی۔

لیکن یہ ساری تدابیر الیکشن کی مہم میں اپوزیشن لیڈروں اور عوام کو یہ سوالات اٹھانے سے نہیں روک پارہی ہیں کہ کیا جنگ کا مقصد یہی تھا؟ اور کیا اس جنگ کی اسرائیل کو یہی قیمت وصول ہوئی ہے؟

امیر قطر کی دعوت پر دوحہ میں منعقد ہونے والی عرب اور دیگر مسلم ممالک کے ہنگامی اجلاس کے بعد قطر اور ماریطانیہ نے بھی وینزویلا کی طرح اسرائیل سے تمام سفارتی وتجارتی تعلقات منقطع کرلئے۔ قطر کے وزیراعظم محمد بن جاسم نے دوحہ میں اسرائیلی تجارتی مراکز بند کرنے اور دوحہ میں کام کرنے والے اسرائیلی صحافیوں کو بھی نکلنے کا حکم دے دیا جہاں دمشق میں مقیم حماس کے سیاسی شعبے کے سربراہ خالد مشعل نے فلسطینی مزاحمتی تنظیموں کے وفد کی سربراہی کرتے ہوئے بلند ہمتی وحوصلگی اور پختہ عزائم کا اظہار کیا اور کانفرنس کے شرکاء کو بتایا کہ صہیونی حکمرانوں نے فلسطینی بچوں، عورتوں، عام شہریوں، اسکولوں اور ہسپتالوں کو اپنی عسکری جارحیت کا نشانہ بناکر سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

انھوں نے اجلاس کے شرکاء سے اپیل کی کہ وہ اسرائیل کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے لئے مختلف محاذوں پر سرگرمی دکھائیں۔ انھوں نے اس حقیقت کا بھی اظہار کیا کہ آج اسرائیل وہ نہیں رہا جس نے ماضی میں ہم پر بڑی آسانی سے غلبہ حاصل کرلیا تھا اور امریکہ بھی مزاحمت کے طفیل کافی زک اٹھاچکا ہے۔

اس وقت اسرائیل میں جہاں عوام فوج کو بھی موردالزام قرار دے رہے ہیں کہ اس نے اپنا کام پورا نہیں کیا جبکہ سیاسی لیڈر الیکشن سے عین قبل فوج کو خفا نہیں کرنا چاہتے اور الیکشن میں پورا پورا فائدہ اٹھانے کی فکر میں ہیں، کہہ رہے ہیں کہ فوج نے تو بہت اچھی طرح کام کیا، لیکن حکمرانوں نے اس کو کام پورا کرنے نہیں دیا اور وقت سے پہلے ہی جنگ بندی کرکے اس کو غزہ سے باہر بلا لیا اور جنگ چھیڑنے کا مقصد بیان کیا تھا وہ پورا نہیں کرنے دیا تاکہ غزہ پٹی کے اندر سے راکٹ داغنے کا سلسلہ بند کیا جاسکتا جو گزشتہ تین برسوں سے جاری ہے۔ اب حکمراں جواب دہی کرتے اور صفائی دیتے پھر رہے ہیں۔ وزراء کہہ رہے ہیں کہ مصر نے حماس کو ایران سے ہونے والی میزائلوں کی سپلائی روکنے کا یقین دلایا ہے اور اس بار وہ اس یقین دہانی میں زیادہ سنجیدہ ہے۔ اب وہ ہتھیاروں کی اسمگلنگ کو روکنے کے لئے مؤثر طریقے سے اقدامات کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی امریکہ نے بھی ناٹو اور علاقے کے دوسرے ممالک کی بنیاد پر وعدہ کیا ہے کہ حماس کو ہتھیاروں کی سپلائی روک دی جائے گی۔ اس طرح اب بحرمردار، خلیج عدن، بحراحمر اور مشرقی افریقہ سے حماس کو ہتھیار سپلائی نہیں کئے جاسکیں گے۔

گزشتہ دنوں پانچ ممتاز یورپی حکومتوں کے سربراہ نیز یورپی یونین کے ایک صدر ایک چیک سربراہ نے مصر و اسرائیل کا دورہ کیا تھا اور زور دیا تھا کہ وہ حماس کو ازسرنو مسلح کرنے کی کوششوں کو روک دیں گے۔ برطانیہ اور فرانس نے بھی بحری گشت کی پیشکش کی ہے۔ نہر پر نگرانی کرنے کے لئے جرمنی نے ٹیکنیکل مدد کا وعدہ کیا ہے۔

اسرائیلی حکومت نے اغوا شدہ فوجی جیلا دشیلت کو بھی چھین لینے کی امید کا اظہار کیا تھا اور اس امید کو مصر کے واسطے سے ہونے والی مفاہمت کے تحت جنگ کے بعد پیکیج کا ایک حصہ قرار دیا تھا، لیکن اس کو رہا کرنے کی بجائے حماس کے لیڈر سرحدوں کو کھولنے کا مطالبہ کر رہے ہیں اور اسرائیل کی جیلوں میں قید فلسطینیوں کی رہائی کا مطالبہ کر رہے ہیں جن میں حماس کے کئی لیڈر بھی شامل ہیں۔ اپنے فوجی کے بدلے اسرائیل سیکڑوں فلسطینیوں کو تو چھوڑنے کی بات کر رہا ہے لیکن وہ حماس کے لیڈروں کو رہا کرنے میں ہچکچاہٹ دکھا رہا ہے۔ ان حالات میں اپوزیشن پارٹیاں حکومت کی چھیڑی ہوئی اس جنگ کو بے مقصد، ناکام اور طاقت وقوت کا ضیاع قرار دے رہی ہیں۔ ●●

ٹائیگرز کے آخری ٹھکانے پر فوج کا قبضہ

کولمبو۔ سری لنکن فوج کے سربراہ کا کہنا ہے کہ انھوں نے تمل ٹائیگرز کے آخری ٹھکانے ملے تیود کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ شری لنکائی وی پر وہاں کی فوج کے چیف لیفٹننٹ جنرل سرت فونسیکا نے بتایا کہ ان کی فوج نے ایک مہینے کی جنگ کے بعد ملے تیود پر پوری طرح سے قبضہ کرلیا ہے۔ فوج کے اس دعوے پر تمل ٹائیگرز جنگجوؤں کی جانب سے کوئی بیان نہیں آیا ہے۔ حالیہ جنگ میں پچیس برسوں سے علیٰحدگی کا مطالبہ کرنے والے تمل ٹائیگرز کو بھاری ہار کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ علیٰحدگی پسندوں اور حکومت کے درمیان اس جنگ میں اب تک کم ازکم ستر ہزار افراد مارے گئے ہیں۔ خبر رساں ایجنسی اے پی نے جنرل فونسیکا کے حوالے سے کہا ہے کہ تمل ٹائیگروں کے خلاف جنگ تقریباً پوری ہوگئی ہے۔ ان کے اس دعوے کو ٹی وی پر دکھائے جانے کے بعد دارالحکومت کولمبو میں جشن کا ماحول تھا، جگہ جگہ آتش بازی کی گئی۔ ملے تیود میں جب فوج داخل ہوئی تھی تو تمل ٹائیگرز نے ایک ڈیم توڑ دیا تھا تاکہ وہاں پانی بھر جائے اور فوج آگے نہ بڑھ سکے۔ چونکہ جنگ کے میدان میں کسی آزاد صحافی کو جانے کی اجازت نہیں ہے اس لئے فوج کے کسی بھی دعوے کی تصدیق نہیں ہوسکتی۔ بی بی سی کے ایتھراجن انبرسن کا کہنا ہے کہ ملے تیود کے ہاتھ سے نکل جانے سے تمل ٹائیگروں کا ایک بڑا فوجی ٹھکانہ ختم ہوگیا ہے۔ بی بی سی کی نامہ نگار ریتو اگال کے مطابق سری لنکا میں اس جنگ کی وجہ سے ڈھائی لاکھ بے گھر ہوگئے ہیں اور چونکہ امدادی ایجنسیوں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے اس لئے وہاں افراتفری کا ماحول ہے۔ بیشتر لوگوں کے پاس رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ لوگوں کو دوائیاں اور کھانے پینے کا سامان دستیاب نہیں ہے۔ جہاں جہاں فوج نے اپنا قبضہ کیا ہے وہاں کی آبادی کے بہت کم لوگ وہاں پائے گئے ہیں جس سے ایک سوال یہ کھڑا ہوگیا ہے کہ یا تو تمل ٹائیگرز انہیں زبردستی اپنے ساتھ لے گئے ہیں یا وہ لڑائی کے ڈر سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ گئے۔ تمل باغیوں کے اقتدار والے تقریباً سبھی علاقوں پر سری لنکا کی حکومت کا قبضہ ہوگیا ہے لیکن ایل ٹی ٹی ای کے سربراہ ویلو پلے پربھاکرن کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ قیاس آرائیاں کی جارہی ہیں کہ یا تو وہ ملیشیا یا تھائی لینڈ چلے گئے ہیں۔ ●●

کلیان کی حمایت عدالت کی توہین

الٰہ آباد۔ سٹر وکیل اور ملائم سنگھ حکومت میں ایڈوکیٹ جنرل رہے ایس ایم اے کاظمی نے سماجوادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو کے کلیان سنگھ کے سلسلے میں تازہ بیان کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بیان سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی توہین ہے جس میں بابری مسجد کی شہادت کے لئے کلیان سنگھ کو قصوروار قرار دیتے ہوئے سپریم کورٹ نے سزا سنائی تھی۔ مسٹر کاظمی نے کہا کہ عدلیہ میں یقین رکھنے والے کسی بھی شخص کی زبان سے کلیان سنگھ کی حمایت میں دیا گیا بیان نہ صرف قابل مذمت ہے بلکہ تشویشناک بھی ہے۔

بقیہ: معاشی مندی اور اسلامک بینکنگ

۹۳ فیصد لوگ جڑے ہوئے ہیں، ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کی حالت میں ہوجائیں گے۔ اس سے بین الاقوامی معاشی مندی کے دور میں ہمارا ملک معاشی ترقی کی نئی مثال قائم کرسکے گا۔ خیال رہے کہ ملک کی ترقی تبھی ممکن ہے جب ملک کی بڑی آبادی کے لئے معاشی ترقی کی راہیں کھل سکیں اور وہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان کو ترقی کے لئے مالی امور میں قانونی سہولیات دستیاب نہ ہوں۔ یہ بات مناسب نہیں کہ ملک کی منظم اور بڑی کمپنیوں کو اسٹاک مارکیٹ سے غیرسودی سرمایہ دستیاب کرایا جائے اور ملک کی اکثریت جو زراعت اور غیر منظم سیکٹر سے جڑی ہوا سے غیر سودی سرمایہ سے محروم رکھ کر مالی اور معاشی تنگیوں میں مبتلا رہنے دیا جائے۔

اب سرکار کو غریب عوام کے لئے بھی بینکوں کے ذریعے چھوٹے چھوٹے غیر سودی سرمایہ کی فراہمی کے لئے راہ ہموار کرنی ہی ہوگی تاکہ کارپوریٹ سیکٹر کے طرز پر غریب عوام بھی اپنی معاشی ترقی کا خواب سچ کرسکیں۔ اس طرح ہمارا ملک معاشی مندی سے نکل کر دنیا میں سپر پاور بن کر ابھر سکے گا۔ ورنہ اگر سرکار غیر سودی بینک کاری کے متعلق صرف اس ڈر سے خاموشی اختیار کئے رہے گی کہ کہیں مسلم مخالف جماعتیں اس پر مسلم نواز ہونے کا الزام نہ لگادیں تو نہ ملک معاشی مندی سے نکل سکے گا اور نہ ہی بینکیں خود کو بچاسکیں گی کیونکہ معاشی مندی کی وجہ سے ملک میں سودی قرض کی مانگ اور بھی کم ہوگی اور بینکوں کے لئے کاروبار کرنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جائے گا۔ اس لئے اب سرکار کے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ معاشی مندی سے نپٹنے کے لئے غیر سودی بینک کاری کو رائج کروانے کی غرض سے بینکنگ ایکٹ میں تبدیلی کا بل پارلیمنٹ میں لائے اور ترقی کی راہ کھولے جس کا فائدہ عام ہندوستانی اٹھا سکے ورنہ معاشی مندی سے لڑنے میں ناکامی کا الزام اور بڑھتی ہوئی غربت، بیروزگاری اور مہنگائی سرکار کے لئے آئندہ انتخابات میں دشواری پیدا کرسکتی ہے۔ ●●

بقیہ: عازمین حج کے ساتھ سراسر ناانصافی

میں کوئی بھی خاتون یا مرد ہوسکتا ہے اور اسی حالت میں چار راتیں گزارنی ہوتی ہیں۔ یہ انتظام سعودی معلم کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ان حالات میں محرم اور غیر محرم کی احتیاط ناممکن ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر فریضہ حج کی وجہ سے گناہ سے بچنے کی کوشش نہ ہو تو یہاں بہت سے ناپسندیدہ واقعات رونما ہوں۔ بہرحال سعودی حکومت کے ذریعہ ویزا دیتے وقت کی جانے والی احتیاط حج کے دوران بے معنی ہوجاتی ہے۔

حج کے دوران مکہ میں آج بھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہاں کے اکثر مقامی لوگ حاجیوں سے بہت غیر مناسب برتاؤ کرتے ہیں۔ تمام بازاروں اور ہوٹلوں میں ہر شے کی قیمت کئی گنا زیادہ ہوجاتی ہے۔ ٹیکسی والے من مانے کرائے وصولتے ہیں۔ حتیٰ کہ کئی ایسے واقعات بھی رونما ہوتے ہیں کہ ٹیکسی والا لڑکیوں اور خواتین کو اغوا کرکے لے گیا اور ان کے اہل کنبہ حج کے تمام سفر کے دوران روتے بلکتے رہے اور ان کی نہ تو معلم اور نہ ہی پولیس کوئی مدد کرپائی۔ حاجیوں کی رہائش والی عمارتوں کے سامنے سڑک حادثوں میں بھی متعدد حاجی ہلاک ہوتے ہیں اور سعودی ڈرائیور اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ ان عمارتوں کے سامنے احتیاط اور کم رفتار سے اپنی گاڑی چلاسکیں۔

حج کا سفر شروع ہونے سے تمام ہونے تک حج کمیٹی آف انڈیا، ہندوستان کے کونسلیٹ جنرل اور سعودی عرب کے معلم کا اسٹاف اپنی نااہلی اور غیر ذمہ داری پر پردہ پوشی کے لئے حاجیوں سے بار بار کہتے ہیں کہ ''حج پریشانی کا نام ہے۔'' یہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حاجی نے جن خدمات کے لئے رقم ادا کی ہے اس میں کمی آنے پر اس کی شکایت کہیں نہ کریں اور وہ خون کا گھونٹ خاموشی سے پی لیں۔ ●●

بقیہ: کیا امریکہ بدل جائے گا

سے گاؤں تک جہاں میرا باپ پیدا ہوا تھا، میری تقریر سن رہے ہیں، یہ بتانا چاہتا ہوں کہ امریکہ ہر قوم کا دوست ہے، ہر اس مرد، عورت اور بچے کا دوست ہے جو امن اور عزت وآبرو کے مستقبل کا تمنائی ہے۔ ہم ایک بار پھر قیادت کے لئے تیار ہیں۔

یاد رکھو! ہم سے پہلے والی نسلوں نے فاشزم اور کمیونزم کا مقابلہ صرف میزائلوں اور ٹینکوں کے زور پر نہیں کیا بلکہ اس کا سامنا مضبوط اتحادوں اور غیر متزلزل عزم کے ذریعہ کیا۔ ہمارے بڑوں کو معلوم تھا کہ محض ہماری طاقت ہمارا تحفظ نہیں کرسکتی اور نہ ہی ہمیں یہ اس کا حق دیتی ہے کہ ہم جو جی چاہیں کرتے رہیں۔ وہ جانتے تھے کہ ہماری اصلی طاقت، اس کا انتہائی محتاط استعمال ہے اور ہماری سلامتی، ہمارے مقصد کی حقانیت سے پھوٹتی ہے۔ ہمیں اپنی مثال کو اپنی طاقت بنانا ہوگا، ایسی مثال جو انکسار اور تحمل وبرداشت سے جنم لیتی ہے۔''

بارک حسین اوباما کی تقریر کے اس اقتباس کو بغور پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر نو منتخب امریکی صدر اپنے ان افکار ونظریات کو بروئے کار لانے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو امریکہ واقعی ایک بڑی تبدیلی بلکہ زبردست انقلاب سے ہمکنار ہوگا۔ اگر دنیا کی واحد سپر پاور کے سربراہ اور دنیا کے سب سے طاقتور شخص کو یہ احساس ہے کہ قوموں کی سلامتی وتحفظ کا تعلق اس کے اسلحہ خانوں اور لشکر گاہوں سے نہیں اس کی فکر، اس کی اخلاقی قوت، اس کے رویوں اور اس کے طرزعمل سے ہے تو امید کی جانی چاہئے کہ امریکہ برس ہا برس سے جس فکر بیمار اور روش عیار کا شکار ہے، اس میں تبدیلی آئے گی۔ جارج ڈبلیو بش اور اس کے ٹولے نے ہلاکو اور چنگیز کے عہد کی نفسیات کو نمونہ تقلید بناتے ہوئے درندگی کو انتہا تک پہنچادیا اور انہیں بھی امریکہ کے دشمنوں کی صف میں دھکیل دیا جو غیر جانبداری کی سرحد پر بیٹھے تھے۔

بارک حسین اوباما نے مسلمانوں کو امن، مفاہمت اور باہمی احترام کا پیغام دیتے ہوئے ایک اور خوبصورت جملہ کہا ''تمہارے عوام تمہیں اس بنیاد پر نہیں جانچیں گے کہ تم نے کیا تباہ کیا بلکہ اس معیار پر پرکھیں گے کہ تم نے کیا کچھ بنایا اور تعمیر کیا۔'' امریکہ کو یہی اصول اپنے آپ پر بھی لاگو کرنا چاہئے۔ تاکہ وہ فلوجہ، بغداد، کابل، قندھار، قلعہ جنگی، دشت لیلیٰ، تورابورا، غزہ، گوانتاناموا اور ابوغریب جیسی علامتوں کے بجائے انسانیت کی تعمیر وترقی اور اعلیٰ افکار کی نشوونما کے مینارہ ہائے نور سے پہچانا جائے۔ لفظ اور عمل کے درمیان کی مسافت ہوتی ہے لیکن جذبہ کار اور امنگ رکھنے والے اسے ایک جست میں طے کرلیتے ہیں۔ کیا امریکہ کا پہلا سیاہ فام چار برس میں اپنے الفاظ کو کلی نہ سہی، کسی قدر بھی عمل کا جامہ پہنا سکے گا؟ ●●

اقتصادی بہتری کا وعدہ

واشنگٹن۔ امریکہ کے نئے صدر بارک حسین اوباما نے کہا ہے کہ ان کے اقتصادی بہتری کے منصوبے کی کامیابی یا ناکامی کی ذمہ داری ان کی انتظامیہ پر عائد ہوگی۔ انھوں نے حلف اٹھانے کے بعد اپنے پہلے ہفتہ وار ریڈیو اور ویب خطاب کے دوران عوام سے وعدہ کیا کہ وہ امریکہ میں اقتصادی سست روی کو روکیں گے۔

امریکی صدر نے کہا کہ ملک ایک لاثانی بحران سے گزر رہا ہے جس کے لئے لاثانی اقدامات کی ضرورت ہے۔ انھوں نے خبردار کیا کہ اگر فوری اقدام نہ کئے گئے تو پوری ایک نسل کی صلاحیت ضائع ہوجائے گی۔

بقیہ: دہشت گردی کی فریاد

خطرے میں پڑجاتا ہے۔ دنیا کی حکومتیں جب قانون بناتی ہیں تو اس لئے کہ ملک کے عوام اس کی پابندی کریں۔ قانون کی پابندی بزور طاقت کرائی جاتی ہے۔ پنڈت کے پروچن اور مولوی کے وعظ کی طرح نہیں جس کی کوئی طاقت ہی نہیں ہوتی۔ عوام قانون کی خلاف ورزی کریں تو حکومتیں ان کو سزائیں بھی دیتی ہیں اور سزا دینے کا یہ عمل دنیا کی کسی عدالت کے نزدیک ظالمانہ اور وحشیانہ نہیں مانا جاتا۔ اغیار کا ہر عمل درست اور مسلمانوں کا ہر عمل ظالمانہ اور وحشیانہ! یہ عدل وانصاف نہیں منافقت ہے جو دوہرے پیمانے بنانے کو جائز کرتی ہے۔ انصاف پسندوں اور انسان دوستوں کو ایسا کرنے سے سخت پرہیز کرنا چاہئے۔ عدل وانصاف کا خون کرنے والے کبھی اچھے انسان نہیں کہلاسکتے ہیں۔ طاقت کے زور پر اپنی غلط بات کو صحیح کہنا اور دوسروں کی صحیح بات کو غلط قرار دینا ناانصافی، ظلم اور زیادتی ہے اور یہ سب کچھ بہت دنوں تک نہیں چل سکتا۔ دنیا انصاف نہیں کرسکتی تو دنیا کا اصل مالک انصاف کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہے اور جب اس کی لاٹھی اٹھے گی جو بے آواز ہے تو پھر ظالموں، فتنہ پروروں اور مفسدوں کو جائے پناہ نہیں نصیب ہوگی۔

رابطہ: 9973211318-9334161177

دعوت

پرنٹر، پبلشر خلیل احمد نے دعوت ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی جانب سے ایرانین آرٹ پرنٹرز قاسم جان اسٹریٹ بلیماران دہلی ۱۱۰۰۰۶ میں برائے دعوت آفسیٹ پرنٹرز چھپوا کر دفتر ''دعوت'' ڈی ۳۱۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: پرواز رحمانی

اسسٹنٹ ایڈیٹر: شفیق الرحمٰن

سب ایڈیٹرس: محمد صبغۃ اللہ ندوی، عقیدت اللہ قاسمی
عمیر کوثی ندوی، اشرف علی بستوی

ضرورت رشتہ

کوٹہ راجستھان سے تعلق رکھنے والے ۲۱ سالہ نوجوان قد پانچ فٹ ۹ انچ، رنگ سانولا، تعلیم Pursuing BcA+Oracle کے لئے تحریکی مزاج رکھنے والی خوب سیرت اور خوبصورت لڑکی سے رشتہ مطلوب ہے۔ برادری کی کوئی قید نہیں ہے۔

Box No.2819
C/o Sehroza Dawat
Dawat Nagar, D-314,
Abul Fazl Enclave,
Jamia Nagar, New Delhi-25

دماغین برین ٹانک

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

جموں وکشمیر یتیم خانہ سری نگر

ایک تعارف

یہ ادارہ ★ دو ہوسٹل چلاتا ہے جن میں چار سو یتیم بچے رہتے ہیں ★ یتیموں کے لئے ایک چیریٹیبل ہائر سکنڈری اسکول چلاتا ہے ★ مختلف آبادیوں میں دستکاری کے ساتھ چیریٹیبل مراکز چلاتا ہے ★ چار سو بیواؤں کو ماہانہ امداد دیتا ہے ★ ایک سو معذور افراد کو مالی امداد فراہم کرتا ہے ★ یتیم بچیوں کو مالی امداد دے کر شادی کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے ★ تعلیم کے لئے سو یتیم بچیوں کی مدد کرتا ہے ★ ہائر اور ٹیکنیکل تعلیم کے لئے منتخب شدہ یتیم بچوں کی مالی امداد کرتا ہے ★ غریب، نادار اور محتاج مریضوں کی روزانہ امداد کرتا ہے

اس یتیم خانے کا معائنہ کیجئے

اور ہماری عملی خدمات اپنی آنکھوں سے دیکھئے۔ ہر چیز کھلی ہے، حسابات چیک ہوتے ہیں۔ ۲۰۰۸-۰۹ء کا بجٹ تقریباً دو کروڑ روپے ہے۔ ہم اپنی یہ خدمات بلا لحاظ مذہب وملت پیش کرتے ہیں۔ بس آخرت میں اچھے اجر کی طلب اور دوزخ سے پناہ مطلوب ہے۔

اپنے عطیات اس نام سے بھیجیں

"J & K YATEEM KHANA, A/C No. SB7378"
JK Bank, Chawri Bazar, Delhi-110006

ایس اے بخاری (چیئرمین)
09419059772

Jammu & Kashmir Yateem Khanah (Orphanage)
Bemina - Chatabal Crossing, Srinagar - 190010
Ph.: 0194 - 2471707, Mob.:09419056249, 09419059133,
Fax:0194-2481056

مئو کا بنا تیز اثر دار افضلس نورانی تیل

لیبل وکیپ پر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیں

بدن کے ہر قسم کے درد، زخم، چوٹ ورم، سردی کے امراض نیز بچوں کی بہت سی بیماریوں مثلاً حلقہ، ختنہ، کھانسی، نزلہ، وزکام وغیرہ میں مجرب ومفید ہے

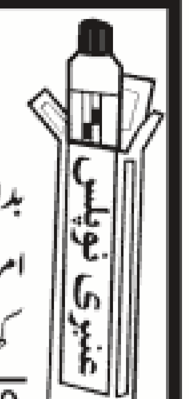

INDIAN CHEMICAL CO. NEW CHEMICAL CO.
Mau Nath Bhanjan-Mau-275101 (U.P.)

حکومت سے منظور شدہ ایکسپورٹ ہاؤس

سپر ٹینری لمیٹیڈ

● برنشڈ بف کاف ● فیشن ایبل لیدرز ● اکل پُل اپ ● انڈسٹریل سیفٹی بوٹ لیدرز ● نو بک ● واٹر پروف لیدرز ● گارمنٹ نپا ● شو اینڈ بوٹ اپرز

SUPER TANNERY LIMITED
(A Government Recognised Export House)
187/170, JAJMAU ROAD, KANPUR-208010 (INDIA)
Tel:+91-512-2460137,2465362,2462138,2461079
Fax:+91-512-2460792,2462227,
Email:supertannery@satyam.net.in
Website:www.supertannery.org

مفکر اسلام مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کا مقبول عام

ترجمۂ قرآن مجید مع مختصر حواشی

شستہ، شگفتہ، بامحاورہ اور عام فہم زبان میں اپنی نوعیت کا منفرد اور عدیم المثال ترجمہ قرآن۔ کسی بھی قسم کی الجھن اور پیچیدگی کے بغیر مفاہیم قرآنی تک قاری کی رہنمائی کرنے والا بے مثل وبے نظیر ترجمہ قرآن، تین زبانوں اور مختلف سائزوں میں:

اُردو

● سائز: ۲۰×۳۰/۸ ● صفحات: ۸۸۸	ہدیہ:- Rs.280/-
● سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ ● صفحات: ۱۵۷۶	ہدیہ:- Rs.290/-
● سائز: ۲۳×۳۶/۳۲ ● صفحات: ۱۵۷۶	ہدیہ:- Rs.140/-

ہندی

● سائز: ۲۰×۳۰/۸ ● صفحات: ۱۲۴۰	ہدیہ:- Rs.400/-

انگریزی

● سائز: ۲۰×۳۶/۸ ● صفحات: ۱۴۰۸	ہدیہ:- Rs.430/-
● سائز: ۲۳×۳۶/۳۲ ● صفحات: ۱۴۰۸	ہدیہ: Rs.200

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی-۲۵

Post Box. 9752, Jamia Nagar, New Delhi-110 025
Phones:26971652,26954341, Fax:26947858
E-mail: mmipub@nda.vsnl.net.in, Website: www.mmipublishers.net